﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 02 نومبر 2007ء — 21 شوال 1428 ہجری قمری ❁ 02 نبوت 1386 ہجری شمسی — شمارہ 44

بیٹے کی وفات پر صبر

حضرت ام عطیہؓ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور اپنے بدن پر لگائی اور فرمایا ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہم خاوند کے سوا اور کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں۔

(صحیح بخاری۔کتاب الجنائز۔ با ب احداد المرءة حدیث نمبر 1200)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اوّل عقل سے، دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی، تیسرے نصرت الٰہی اور تائید آسمانی۔ خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو۔

’’میرے دعوے کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جُوئی بھی ہو تو اس شبہ کا دُور ہونا بہت سہل ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔

اوّل عقل سے یعنی یہ دیکھنا چاہئے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اُس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو۔

دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ پہلے کسی نبی نے اُس کے حق میں یا اُس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں۔

تیسرے نصرت الٰہی اور تائید آسمانی۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ اس کے شامل حال کوئی تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں؟

یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کیلئے قدیم سے مقرر ہیں۔ اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کیلئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو۔

اگر عقل کی رُو سے نظر کرو تو عقلِ سلیم فریاد کر رہی ہے اور رو رہی ہے کہ مسلمانوں کو اِس وقت ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے۔ اندرونی اور بیرونی حالتیں دونوں خوفناک ہیں اور مسلمان گویا ایک گڑھے کے قریب کھڑے ہیں یا ایک تندسیل کی زو پر آپڑے ہیں۔

اگر پہلی پیشگوئیوں کو تلاش کرو تو دانیال نبی نے بھی میری نسبت اور میرے اس زمانہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اسی امت میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا۔ اگر کسی کو معلوم نہ ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو دیکھ لے اور صدی کے سر پر مجدد آنے کی پیشگوئی بھی پڑھ لے۔

اور اگر میری نسبت نصرت الٰہی کو تلاش کرنا چاہے تو یاد رہے کہ اب تک ہزار ہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ منجملہ ان کے وہ نشان ہے جو آج سے چوبیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور اُس وقت لکھا گیا جبکہ ایک فرد بشر بھی مجھ سے تعلق بیعت نہیں رکھتا تھا اور نہ میرے پاس سفر کر کے کوئی آتا تھا۔ اور وہ نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ یعنی وہ وقت آتا ہے کہ مالی تائیدیں ہر ایک طرف سے تجھے پہنچیں گی۔ اور ہزار ہا مخلوق تیرے پاس آئے گی۔ اور پھر فرماتا ہے وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ یعنی اس قدر مخلوق آئے گی کہ تو اُن کی کثرت سے حیران ہو جائے گا۔ پس چاہئے کہ تو اُن سے بد اخلاقی نہ کرے اور نہ ان کی ملاقاتوں سے تھکے۔

پس اے عزیزو! اگرچہ آپ کو یہ تو خبر نہیں کہ قادیان میں میرے پاس کس قدر لوگ آئے اور کیسی وضاحت سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ لیکن اسی شہر میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ میرے آنے پر میرے دیکھنے کیلئے ہزار ہا مخلوقات اس شہر کی ہی اسٹیشن پر جمع ہوگئی تھی اور صد ہا مردوں اور عورتوں نے اِسی شہر میں بیعت کی اور میں وہی شخص ہوں جو براہین احمدیہ کے زمانہ سے تخمیناً سات آٹھ سال پہلے اِسی شہر میں قریباً سات برس رہ چکا تھا اور کسی کو مجھ سے تعلق نہ تھا اور نہ کوئی میرے حال سے واقف تھا۔ پس اب سوچو اور غور کرو کہ میری کتاب براہین احمدیہ میں اس شہرت اور رجوع خلائق سے چوبیس سال پہلے میری نسبت ایسے وقت میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ جبکہ میں لوگوں کی نظر میں کسی حساب میں نہ تھا۔ اگرچہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا براہین کی تالیف کے زمانہ کے قریب اسی شہر میں قریباً سات سال رہ چکا۔ تاہم آپ صاحبوں میں ایسے لوگ کم ہوں گے جو مجھ سے واقفیت رکھتے ہوں کیونکہ میں اس وقت ایک گمنام آدمی تھا اور اَحَدٌ مِّنَ النَّاس تھا اور میری کوئی عظمت اور عزت لوگوں کی نگاہ میں نہ تھی۔ مگر وہ زمانہ میرے لئے نہایت شیریں تھا کہ انجمن میں خلوت تھی اور کثرت میں وحدت تھی اور شہر میں مَیں ایسا رہتا تھا جیسا کہ ایک شخص جنگل میں۔ مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے کیونکہ میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں۔ میرے اس زمانہ کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں یعنی حکیم حسام الدین صاحب جن کو اس وقت بھی مجھ سے بہت محبت رہی ہے وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا وجود تھا۔ اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا کہ ایسے گمنام کا آخر کار یہ عروج ہوگا کہ لاکھوں لوگ اُس کے تابع اور مرید ہو جائیں گے اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے۔ اور باوجود دشمنوں کی سخت مخالفت کے رجوع خلائق میں فرق نہیں آئے گا بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت ہوگی کہ قریب ہوگا کہ وہ لوگ تھکا دیں، کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے؟ اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکار کر سکتا ہے کہ چوبیس سال پہلے تنہائی اور بیکسی کے زمانہ میں اس عروج اور مرجع خلائق ہونے کی خبر دے؟ کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے کوئی گمنام کتاب نہیں بلکہ وہ اس ملک میں مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ صاحبوں کے پاس بھی موجود ہے اور گورنمنٹ میں بھی موجود ہے۔ اگر کوئی اس عظیم الشان نشان میں شک کرے تو اُس کو دُنیا میں اس کی نظیر دکھلانا چاہئے اور اس کے سوا اور بہت سے نشان ہیں جن سے اس ملک کو اطلاع ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 241 تا 244)

ہمیشہ نوجوانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مَیں نے خدا تعالیٰ کی ذات کو سب کچھ سمجھنا ہے اور ہمیشہ اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی ہے۔

بچوں کو بتانا چاہئے کہ ان کے بڑوں نے احمدیت کے لئے کیا کیا قربانیاں دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنے، توحید کو لازم پکڑنے، والدین کے احترام، نمازوں کا خاص طور پر اہتمام کرنے اور اس زمانہ کی دجّالی چالوں سے ہوشیار رہنے کی تاکیدی نصائح۔

(مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2007ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب)

اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ 21/اکتوبر): مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا سہ روزہ سالانہ اجتماع 19 تا 21/اکتوبر 2007ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں 1850 خدام، 780 اطفال اور مہمانوں کو ملا کر کم وبیش تین ہزار افراد نے شمولیت کی۔ اطفال اور خدام کے الگ الگ علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ہفتہ کے روز شام کو بعد نماز مغرب وعشاء باربی کیو کا ایک خصوصی پروگرام منعقد ہوا جس میں مجالس نے اپنے اپنے انتظام کے تحت باربی کیو کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر ازراہ شفقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لائے۔ اتوار کے روز بعد دوپہر اختتامی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضور ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے مختلف مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام واطفال اور مجالس میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی اجلاس کی باقاعدہ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے خدام کا عہد دوہروایا۔ نظم کے بعد اجتماع کی مختصر رپورٹ مکرم مرزا فخر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے پیش کی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے اختتامی خطاب میں خدام کو نہایت اہم نصائح فرمائیں۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد سے فرمایا جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اوروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یاد رکھو ایسا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ کافر نہ بنے۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے حوالہ سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے بغیر کوئی چیز فائدہ نہیں دے سکتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی پرورش نہ ہو کوئی پرورش نہیں کرسکتا۔ اصل یہ ہے کہ سب بھلائیاں اسی کی طرف سے ہیں اور وہی ہے جو تمام بدیوں کو دور کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ سوائے خدا کے فضل کے اور اس کے آگے عاجزانہ جھکنے کے کسی قسم کی ترقی، کوئی بھلائی حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے اس اہم نکتہ کو ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضور علیہ السلام نے اس اقتباس میں جو توجہ دلائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید کو پکڑو۔ توحید کو اپنے دلوں میں راسخ کرنا ضروری ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ماں باپ جو اولاد کے ساتھ رحم کا سلوک کرتے ہیں یہ بھی اللہ کا رحم ہے۔ اس لئے ماں باپ کی شکر گزاری کے ساتھ خدا کی شکر گزاری کو بھی یاد رکھیں۔ اس لئے والدین کے لئے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) کی دعا کرنے کا بھی حکم ہے۔ اس بات سے جہاں یہ احساس رہے گا کہ مَیں نے ماں باپ کے لئے دعا کرنی ہے وہاں یہ احساس رہے گا کہ اصل ذات خدا تعالیٰ کی ہے جس نے میری پرورش و تربیت کے لئے میرے ماں باپ بنائے۔

حضور نے فرمایا کہ مغربی ممالک میں جوانی کی عمر میں پہنچ کر بعض بچے اپنے آپ کو ماں باپ سے بالا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ احمدی بچوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری بقا اس وقت تک ہے جب تک ہم خدا کے حکموں کی اطاعت کرتے ہیں۔ ہماری آزادی کی حدود اس حد تک ہیں جہاں تک خدا اور رسولؐ نے اجازت دی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیشہ نوجوانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مَیں نے خدا تعالیٰ کی ذات کو سب کچھ سمجھنا ہے۔ ہمیشہ اسی خدا کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی ہے جس نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کا اعلان کروایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں دجل کی نئی نئی چالیں اختراع ہو چکی ہیں جن سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ میں آنے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے حدیثوں میں آتا ہے کہ رات کو سوتے وقت تینوں قُل پڑھ کر سونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کی عمر ایسی ہے جس میں کم سے کم عمر والا بھی اپنے بُرے بھلے کی تمیز رکھتا ہے۔ ہر احمدی نوجوان کی سوچ اتنی پختہ ہونی چاہئے کہ وہ ہر کھیل کود کے پیچھے آنکھیں بند کرکے نہ چل پڑے بلکہ یہ سوچے کہ میری زندگی کا مقصد کیا ہے اور خدا نے مجھے کیوں احمدی گھرانے میں پیدا کیا ہے۔ اکثر کو علم نہیں ہوتا کہ ان کے بڑوں نے احمدیت کے لئے کیا کیا قربانیاں دی ہیں۔ اس لئے بڑوں کو اس بارہ میں اپنی نوجوان نسلوں کو بتانا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی جائزہ لے کہ کس حد تک ہم اللہ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں، کس حد تک ہماری نمازیں خالصۃً خدا کے لئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ نمازوں میں کمزوری نظر آتی ہے۔ اسے دُور کرنے کی طرف حضور نے خصوصی توجہ دلائی۔

خطاب کے آخر پر حضور نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ اجتماع کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

(رپورٹ مرتبہ: ابولبیب)

کبھی ہم بھی جائیں گے مکّے مدینے

بس اک اشک سے دھل گئے سارے سینے
گلے ہیں نہ شکوے، کدورت نہ کینے

مَیں کس کس کا لوں نام اس سلسلے میں
یہ احساں تو مل کر کیا تھا سبھی نے

پلٹ کر پڑی منہ پہ جا کر اُسی کے
دعا کی تھی ہم پر جو اک مولوی نے

اسے کام آئی نہ طاقت، نہ کثرت
مری لاج رکھ لی مری بے کسی نے

کبھی تو گرے گی یہ دیوارِ فرقت
کبھی ہم بھی جائیں گے مکّے مدینے

اسے زعم میری زباں بند کردی
مجھے آ گئے گفتگو کے قرینے

جسے فخر تھا اپنے زورِ بیاں پر
اسے مار ڈالا مری خامشی نے

یہ ساری زمیں میرے ربّ کی زمیں ہے
نہ تم بے زمینے، نہ ہم بے زمینے

وہ چہرہ نہیں چاند ہے چودھویں کا
اُسے بھی کبھی دیکھ اے بے یقینے!

یہ فرقت کی راتیں ہیں آباد راتیں
مہینے یہی وصل کے ہیں مہینے

مَیں جاناں کی خدمت میں کیا لے کے جاؤں
یہ جسم اور جاں تو دیے ہیں اسی نے

ہمی مستحق تھے ملامت کے مضطرؔ!
محبت کا دعویٰ کیا تھا ہمی نے

(چوہدری محمد علی مضطر عارفی)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

- آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح ومہدی کی خلافت جو علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی وہ عارضی نہیں بلکہ تا قیامت اس کا سلسلہ رہنا ہے۔
- ہر احمدی کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں اور اس کے غیر میں تقویٰ ایک واضح لکیر کھینچتا ہے۔
- مسیح موعود کے زمانہ میں شیطان کا مغلوب ہونا مقدر ہے مگر اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی تابعدار بننا ہوگا، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔
- دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔
- اے مسیح محمدی کے غلامو! تم وہ نمازیں ادا کرو، وہ عبادات بجالاؤ جس کے اسلوب ہمیں مسیح محمدی نے سکھائے۔
- اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بہت بڑا انعام نظام خلافت کا انعام ہے۔ جو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس انعام سے منسلک رہے گا اور جو دعاؤں سے اس کی آبیاری کرتا رہے گا، وہ شیطان کے وسوسوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے گا۔ وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الٰہی وعدوں کے مطابق اپنی جنت کا سامان کرنے والا ہوگا۔
- خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہونے کے لئے بھی خالصۃً اس کا ہو کر دعاؤں میں وقت گزارنا چاہئے۔ دعاؤں کے ساتھ اور پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس صدی کو الوداع کہیں اور نئی صدی میں داخل ہوں۔

(صد سالہ خلافت جوبلی منصوبہ کے روحانی پروگرام میں شامل دعاؤں کی تفصیل وتشریح اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو نہایت اہم تاکیدی نصائح)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے موقع پر امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

آج بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلسہ سالانہ 2007ء کی تقریر میں سے چند باتیں بیان کروں گا۔ پورا بیان تو ممکن نہیں ہے اور جو بیان کروں گا وہ بھی مکمل طور پر اُن امور کا احاطہ نہیں کرتا جو آپ نے بیان فرمایا ہے۔ وہ تو علم ومعرفت کا ایک خزانہ ہے جس کو کھول کر آپ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس عظیم خزانہ سے فیض پانے کے لئے ہمیں آپ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس ایک احمدی کو ہمیشہ اس مقصد کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے تاکہ ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے، پاک دل کے ساتھ، ان نصائح پر عمل کرنے والے بنتے چلے جائیں اور ان توقعات پر پورا اترنے کی سعی کرتے چلے جائیں جس کے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔

بعثت مسیح موعودؑ کی غرض

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہوگا۔ بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا“۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 3۔ حاشیہ 293-294)

آپ نے جو یہ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے۔ کیا یہ سچائی اور ایمان کا زمانہ صرف آپ کی زندگی تک محدود تھا؟۔ کیا ایمان کو ثریا سے واپس لانا صرف اس وقت تک ہی تھا جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود کو اس دنیا میں رکھنا تھا۔ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے مسیح اور مہدی کا دور قیامت تک چلنا ہے۔ وہ مسیح اور مہدی جو خاتم الخلفاء ہے۔ اس کے بعد اس کی خلافت جو علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی، وہ عارضی نہیں بلکہ تا قیامت اس کا سلسلہ رہنا ہے تاکہ جس ایمان کا واپس لانا اُس مسیح ومہدی کے لئے مقدر ہے، جو یقیناً خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ ہی انجام پا سکتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدے فرمائے تھے اور کئی دفعہ الہام ہوا کہ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ یعنی میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ وہ ایمان زمین پر آنے کے بعد پھر قائم ہوگا اور اپنے مسیح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس نے قائم رہنا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے وابستہ رہ کر جماعت احمدیہ نے اس ایمان کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اسے قائم بھی رکھنا ہے۔ لیکن اس ایمان کا رہنا ان کے ساتھ مقدر ہے جن کے دل تقویٰ سے پُر ہوں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور یہی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد آپ کے ماننے والوں، آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والوں، اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے والوں کی بھی مدد کرنی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندہ خدا سے ہمارا تعلق جوڑنے کے جو اسلوب ہمیں سکھلائے ہیں ان پر عمل کرکے ہی آسمان زمین کے نزدیک ہوگا۔ ہماری دعاؤں کو ہمارا خدا سنے گا اور ہم دنیا کو دعوت دے سکیں گے کہ آؤ اس خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھو جو آج اپنے وعدوں کے مطابق اپنے مسیح ومہدی کے ماننے والوں کو بھی وہ نظارے دکھا رہا ہے۔ ہر دن جماعت احمدیہ پر اپنی برکات وفیوض لے کر طلوع ہوتا ہے اور آسمان سے زمین کے نزدیک ہونے کے نظارے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ پس آؤ اور ہم سے اس تمام طاقتوں کے مالک خدا سے زندہ تعلق قائم کرنے کے طریقے سیکھو۔

حقیقی تقویٰ کیا ہے؟

حقیقی تقویٰ کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہوسکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (الانفال:30) وَ یَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ (الحدید: 29) یعنی اے ایمان والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتّقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نُور دیا جائے گا جس نُور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا، اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے“۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 177-178)

پس ہر احمدی کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں اور غیر میں تقویٰ ایک واضح لکیر کھینچتا ہے اور اگر اس واضح فرق کے ساتھ ایک احمدی اپنے شب وروز گزار رہا ہوگا تو تبھی وہ خود بھی نورانی راہوں پر چلنے والا ہوگا اور دوسروں کو وہ وہی راہیں دکھا سکے گا جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ آپؑ نے اپنی تقریر میں ایک جگہ فرمایا کہ ”جو متقی نہیں وہ قرآن کے نُور سے کچھ روشنی نہ پا سکے گا“ کیونکہ یہی بات ہمیں قرآن کریم نے بتائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: الٓمّٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ:3-2)۔ یعنی یہ کتاب اُنہی کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جب اور جن میں تقویٰ نہیں وہ اندھے ہیں۔ پس یہ روحانی ہتھیار ہے جس کی فی زمانہ ضرورت ہے۔ اور اس سے ہم نے شیطان کا مقابلہ کرنا ہے۔ مسیح موعود کے زمانہ میں شیطان کا مغلوب ہونا مقدر ہے مگر اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی تابعدار بننا ہوگا، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔

آپؑ نے ہمیں بتایا کہ اس زمانہ میں شیطان نے ایسے دجل سے کام لینا ہے جس کی پہلے مثال نہیں مل سکتی لیکن شیطان سے مقابلہ اور اسے شکست دینا بھی

اس زمانہ میں مقدر ہے۔ اور اب وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہی ہے جس نے شیطان کے تمام دجل پاش پاش کرنے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"یاد رکھنا چاہئے کہ دجّال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں جس کے معنے ہیں راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والا۔ لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہو جائے گا"۔

فرماتے ہیں کہ:

"گو ہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا۔ حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں سے مقدر تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران:56)۔ فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعداروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ غرض شیطان اس آخری زمانہ میں پورے زور سے جنگ کر رہا ہے مگر آخری فتح ہماری ہی ہوگی"۔

آپ نے فرمایا کہ شیطان سے فتح تو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق مجھے ملنی ہی ہے لیکن شیطان پر وہی غلبہ پا سکیں گے جو تیرے حقیقی تابعدار ہوں گے، وہ ہر دجل سے بچنے والے ہوں گے جو اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔

آپ کشتی نوح میں فرماتے ہیں کہ:

"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرلینا کچھ چیز نہیں جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اُس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اُس کو بچاؤں گا"۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19۔ صفحہ 10۔ مطبوعہ لندن)

پس ہر مصیبت سے، ہر مشکل سے، ہر بلا سے، ہر حملہ سے بچنے کے لئے یہ ایک نسخہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے۔ پس اگر ہم سچے دل سے آپ کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں گے تو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہمیں ہر بلا اور دجل اور شیطان کے حملہ سے بچائے گا بلکہ اپنے فضل سے ہمارے ہاتھوں میں وہ روحانی ہتھیار دے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے اور جن کے استعمال سے اس زمانہ میں ہم نے شیطان پر غالب آنا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا مارنا" یعنی شیطان کا مارنا "صرف اسی قدر نہیں ہے کہ صرف زبان سے ہی کہہ دیا جائے کہ شیطان مر گیا ہے اور وہ مر جائے۔ بلکہ تم لوگوں کو عملی طور پر دکھانا چاہئے کہ شیطان مر گیا۔ شیطان کی موت قال سے نہیں بلکہ حال سے ظاہر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخری مسیح کے زمانہ میں شیطان بالکل مر جائے گا۔ گو شیطان ہر ایک انسان کے ساتھ ہوتا ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس زمانہ میں شیطان کی بالکل بیخ کنی کر دی جائے گی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لَاحَوْل سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لَاحَوْل کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سو دفعہ لَاحَوْل پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرہ ذرہ میں لَاحَوْل سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتدا بھی دعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے، یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے"۔

ایک جگہ فرمایا کہ:

"تم اپنے تئیں پاک مت ٹھہراؤ کیونکہ کوئی پاک نہیں جب تک خدا پاک نہ کرے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 399۔ جدید ایڈیشن)

دعا کی ضرورت اور حقیقت

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیکن یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے۔

جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا"

یعنی اپنا سب کچھ فنا کر کے خدا کے حضور حاضر ہو گے جس طرح ایک فقیر ہوتا ہے تو پھر فیضیاب ہو گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

"دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کیا دعا ہے کہ منہ سے تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے، فلاں چیز رہ گئی ہے، یہ کام یوں چاہئے تھا، اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یُوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عملدرآمد نہیں کرتا تب تک اس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔

دعا کے لوازمات اور نتائج

قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (المؤمنون:2-3)۔ یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانۂ الوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں جیسے لکھا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اسی لئے اس کے بعد ہی خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون:4)۔ یہاں لغو سے مراد دنیا ہے یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت، نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکا دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے"، کام ساتھ ساتھ چلتے ہیں لیکن اللہ کا خوف اور اللہ کی یاد ہر وقت دل میں رہتی ہے۔

فرماتے ہیں:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور:38) یعنی ہمارے ایسے بندے بھی ہیں جو بڑے بڑے کارخانہ تجارت میں ایک دم کے لئے بھی ہمیں نہیں بھولتے۔ خدا سے تعلق رکھنے والا دنیادار نہیں کہلاتا بلکہ دنیادار وہ ہے جسے خدا یاد نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ 401۔ حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

فرمایا:

"اور ایسے لوگوں کی گریہ وزاری اور تضرع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص لالچ اور عیش و عشرت سب پر مقدم کر لیتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک نیک فعل دوسرے نیک فعل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ایک بدفعل دوسرے بدفعل کی ترغیب دیتا ہے۔ جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعاً وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں اور اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ 401۔ جدید ایڈیشن)

پس عبادات ہیں جن کا اثر جسم و روح دونوں پر پڑتا ہے۔ پس اس طرف توجہ پیدا ہوگی تو ظاہری اخلاق بھی پیدا ہوں گے۔ روح بھی پاک ہوگی اور یہ چیزیں بھی ہر قسم کے دجل اور شیطان کے حملہ سے بچانے والی ہوں گی۔ عبادات ہیں جو جسم و روح میں انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔

آپ نے فرمایا: "نماز عبادت کا مغز ہے"۔ پس اس مغز کی حفاظت کریں گے تو اپنی عبادت کے حق ادا کرنے والے ہوں گے اور اپنے جسم و روح میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ نمازیں پڑھنے والے تو ہم ہزاروں دیکھتے ہیں جن کے اخلاق ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک شریف آدمی ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا اور ان سے بچتا ہے۔ آج کل ہم کیا کچھ نہیں مشاہدہ کر رہے۔ بظاہر تو مسجدوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جنہوں نے کشت و خون کے بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ پس ایسے لوگ شیطان کو بھگانے والے نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ مسیح کے زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ سے شیطان پر غلبہ کا تھا۔

وہ نمازیں ادا کرو جس کے اسلوب ہمیں مسیح محمدی نے سکھائے

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! تم وہ نمازیں ادا کرو، وہ عبادات بجا لاؤ جس کے اسلوب ہمیں مسیح محمدی نے سکھائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شے ہے جس سے تمام مشکلات آسان ہو جاتے ہیں اور سب بلائیں دور ہوتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہو جاتا ہے اور آستانۂ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔ اور پھر یہ سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔ یاد رکھو! یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ 403-402۔ جدید ایڈیشن)

پس آج اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بننے کے لئے جن کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے اور ہر قسم کی بھلائیوں کے حصول کے لئے اور اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت اور بقا کے لئے ایسی عبادتیں کرنی ہوں گی جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوں، نہ کہ وہ نمازیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو کہ نمازیوں پر لعنت بھیجتی ہیں اور جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا کا کوئی دجل ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ شیطان کا کوئی حملہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ دنیا ہزار ہماری تباہی اور بربادی کے منصوبے باندھے، ذرّہ بھر بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جمعہ کی نماز ایک ایسا فرض ہے جس کی ادائیگی اس کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے مقررہ وقت پر کی جائے ورنہ ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا، قابل ملامت ہوگا۔

اس زمانے میں جب دنیاداری بہت زیادہ آچکی ہے مسلمانوں کی اکثریت صرف عید کی نمازیں پڑھتی ہے یا پھر جیسا کہ غلط تصور پیدا ہوچکا ہے جمعۃ الوداع کی نماز پڑھتی ہے۔

اس زمانے میں ہر احمدی کو عبادتوں اور دعاؤں کے معیار کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صرف رمضان اور رمضان کا آخری جمعہ نہیں بلکہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان ہمارے اندر پاکیزگی پیدا کرنے والا ہو۔

(جماعت احمدیہ UK کے ایک فدائی احمدی مکرم ملک خلیل الرحمن صاحب (مرحوم) کا ذکر خیر)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ 12/اکتوبر 2007ء بمطابق 12/اخاء 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔ قُلْ مَا عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

(سورۃ الجمعۃ:10-12)

آج ہم اس رمضان کے آخری دن سے گزر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھر اپنی رحمت سے اس سال اپنے گناہوں کی بخشش کے سامان پیدا کرنے، نیکیوں کو احسن رنگ میں بجالانے اور ان پر دوام اختیار کرنے اور اپنی رضا کے حصول کے لئے عطا فرمایا۔ پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ سب جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کے نزول کے ان خاص دنوں سے فیض پایا۔

آج یہ جو جمعہ کا دن ہے، اس دن کی اپنی بھی ایک خاص اہمیت ہے اور اس دن کی اہمیت کا رمضان کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی اہمیت کے بارہ میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے اور احادیث میں بھی آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد کی مختلف رنگ میں وضاحت فرمائی ہے۔ گو کہ عامۃ المسلمین کی اکثریت اور بعض احمدی بھی سمجھتے ہیں کہ یہ رمضان کا جو آخری جمعہ ہے اس کی خاص اہمیت ہے اور ایک مومن قبولیت دعا کے نظارے بھی اس جمعہ میں عام جمعوں سے زیادہ دیکھتا ہے۔ اس لئے عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ اخباروں میں اس آخری جمعہ کے حوالے سے جسے ایک غلط نام دے کر جمعۃ الوداع بھی کہا جاتا ہے، بڑی خاص اہمیت کے ساتھ مسلمان ممالک میں، مساجد میں جمعہ کی حاضری کی تصاویر اور اماموں کے خطبات کے حوالے سے خبریں شائع کی جاتی ہیں۔ بعض اخبار تو سپیشل ایڈیشن بھی شائع کرتے ہیں۔ میڈیا کے اس غلط انداز نے رمضان کے اس آخری جمعہ کے بارہ میں یہ غلط تصور پیدا کر دیا ہے کہ چاہے سارا سال نمازیں بھی نہ پڑھو، جمعہ بھی نہ پڑھو، صرف جمعۃ الوداع پر جا کر جمعہ پڑھ لو تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ انہی غلط قسم کی بدعات نے قضاء عمری کا تصور بھی پیدا کیا ہوا ہے۔ یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت شکر اور احسان ہے کہ ہم جو احمدی ہیں ہم اس بدعت سے عموماً بچے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے تو ہمیں نیکیوں پر قائم رہنے کی، ان میں دوام اختیار کرنے کی، ان میں ایک باقاعدگی اور تسلسل رکھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ تسلسل اگر رہے گا تو اللہ تعالیٰ غلطیوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر فرماتا رہے گا اور ایسے انسان کے گناہ معاف ہوتے رہیں گے جس کا یہ عمل ہوگا۔

اس بارہ میں ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر انسان کبائر گناہ سے بچے تو پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور رمضان سے اگلا رمضان ان دونوں کے درمیان ہونے والی لغزشوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

(الترغیب والترھیب جلد اول ۔کتاب الجمعة ۔ الترغیب فی صلوة الجمعة والسعی إلیھا)

یعنی پہلی بات تو یہ یاد رکھو اور ہمیشہ یاد رکھو اور ذہن سے اس چیز کو نکال دو کہ سارا سال جو چاہے انسان کرتا رہے، جانتے بوجھتے ہوئے گناہوں میں ملوث رہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نہ کرے، ان سے بے اعتنائی برتے تو پھر بھی جمعۃ الوداع کے دن اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دے گا یا جمعۃ الوداع گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔

یا بعض سمجھتے ہیں کہ ایک حج کر لیا تو پاک ہو گئے اور اب پھر سے وہی دھوکے اور فتنے اور فساد کی اجازت مل گئی ہے۔ حکم ہے کہ کبائر سے بچیں۔ بڑے بڑے گناہوں کی بہت سی مثالیں ہیں۔ دوسرے کے مال میں ناجائز تصرف، یتیموں کا مال کھانا بھی کبائر میں ہے۔ جو کام انسان خود نہیں کرتا دوسروں کو کہنا کہ یہ کرو یہ بھی غلط ہے۔ آپس میں دو گروہوں کو لڑا دینا، دو آدمیوں کے تعلقات خراب کر کے فتنہ پیدا کرنا بھی کبائر میں سے ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔ تو ایک مومن جس کو اللہ کا خوف ہو، صرف یہ نہیں سمجھتا کہ چوری نہیں کی، زنا نہیں کیا، ڈاکہ نہیں ڈالا، قتل نہیں کیا تو یہی بڑے گناہ ہیں، ان سے بچ گیا تو گویا میرا معاملہ صاف ہو گیا۔ نہیں، بلکہ دھوکے سے کسی کا مال کھانا، چاہے وہ کسی شخص کا کھا رہا ہو یا حکومت کا کھا رہا ہو، پھر آپس میں دو دوستوں میں پھوٹ ڈلوانا، تعلقات خراب کرنا یہ سب باتیں اور اسی قسم کی اور باتیں بھی کبائر گناہ ہیں۔ پس جب انسان ایک کوشش کے ساتھ ان برائیوں سے بچے گا، اگر

غلطی سے کوئی حرکت ہو جاتی ہے تو استغفار کرے گا تو فرمایا کہ پھر پانچ نمازیں جو سنوار کر ادا کی ہوئی نمازیں ہیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ اور رمضان سے اگلے رمضان کے درمیان جو چھوٹی موٹی لغزشیں تمہارے سے ہو جائیں گی، انسان کمزور ہے، کمزوروں سے ہو جاتی ہیں، ایسی باتیں جو جان بوجھ کر کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے نہ کی گئی ہوں، ان سے اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا، ان کو معاف فرمائے گا اور یہ نمازیں اور یہ جمعہ اور یہ رمضان جنہیں نیکیوں کے حصول کے لئے اور برائیوں سے بچتے ہوئے ایک انسان ادا کرے گا یا ادا کرنے کی کوشش کی جائے گی تو پھر یہ چھوٹی موٹی لغزشوں کا کفارہ بن جائیں گی۔

تو دیکھیں آنحضرت ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا کہ جمعۃ الوداع معافی کے سامان پیدا کرے گا۔ بلکہ پہلے نیک اعمال کی کوشش، اللہ سے اس کی مغفرت طلب کرنا اور جو عبادات مقرر کی گئی ہیں ان کو ادا کرنا ہے اور یہی ہے جو چھوٹی موٹی برائیوں کا کفارہ بن سکتا ہے۔

جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ فرماتا ہے، ترجمہ اس کا یہ ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن ایک حصّہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور جب وہ کوئی تجارت یا دل بہلاوا دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ جمعہ کے دن جب تمہیں نماز کے لئے بلایا جائے تو فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ۔ اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھو۔ تمہارے لئے سب سے مقدم جمعہ ہونا چاہئے کیونکہ یہی عبادت ہے جس سے تمہارے گناہوں کی بخشش ہونی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ سے نماز پڑھتے ہوئے جو بھی بھلائی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا کر دیتا ہے اور اپنے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ گھڑی اور وقت بہت مختصر ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجمعۃ۔ باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ)

جیسا کہ ہم نے دیکھا، اس سے مراد جمعہ کی نماز ہے اور خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ تو یہ جمعہ کا مقام ہے کہ دعا کی قبولیت کی ایک گھڑی ہے جس میں تم جو خیر اللہ سے طلب کرو، اللہ عطا فرماتا ہے۔ پس تم یہ نہ سمجھو کہ تمہاری تجارتیں تمہیں فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ تمہیں کیا ضمانت ہے کہ اگر تم تجارت کی خاطر جمعہ کی نماز چھوڑ و تو ضرور تمہیں اس میں تمہاری توقعات کے مطابق فائدہ ہو گا اور نفع ہو گا۔ لیکن اللہ کا رسول ﷺ اس بات کی تمہیں اطلاع دیتے ہیں کہ اگر اس دن ان اوقات میں تم اللہ سے خیر اور بھلائی طلب کر رہے ہو تو وہ تمہیں ضرور ملے گی بشرطیکہ تم کبائر سے بچنے کی شرط بھی پوری کر رہے ہو۔ پس یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ جب ایک مسلمان کو، ایک مومن کو، جمعہ کی نماز پر بلایا جائے تو جلدی کرو اور تجارتیں چھوڑ دو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہیں نہیں فرمایا کہ رمضان کے آخری جمعہ کے لئے تو تجارتیں چھوڑ دو کیونکہ اس میں خاص طور پر دعائیں قبول ہوں گی اور باقی جمعوں کو تجارتوں کی خاطر چھوڑ بھی دیا تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

آنحضرت ﷺ نے ہمیں جمعہ کی اہمیت بلکہ اس کے فرض ہونے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ ضرور فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنا ایسا حق ہے جو واجب ہے، سوائے غلام، عورت، بچے اور مریض کے۔ (سنن دارقطنی، کتاب الجمعۃ۔ باب من تجب علیہ الجمعۃ)۔ یہ سب لوگ معذور ہیں، مجبور ہیں اور مجبوری کے زمرے میں آتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ جہاں جائز عذر ہے وہاں چھوٹ بھی دی ہوئی ہے لیکن دنیا داری کو خدا کے مقابلے پر کھڑا نہیں کیا اور نہ ہی برداشت ہو سکتا ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں کہ اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ لغت والے حق جب اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارہ میں ہو تو اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ایسا قول یا عمل جو اس طرح ہو کہ جس طرح پر اس کا ہونا ضروری ہے اور جس وقت اس کا ہونا ضروری ہے۔ اور واجب یہاں ان معنوں میں آئے گا کہ یہ ایسا فرض ہے کہ جس کے نہ کرنے سے انسان قابل ملامت سمجھا جائے۔ پس یہ الفاظ جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ یعنی جمعہ کی نماز ایک ایسا فرض ہے جس کی ادائیگی اس کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے مقررہ وقت پر کی جائے ورنہ ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا، قابل ملامت ہو گا۔ پس جمعہ کا چھوڑنا یا اس کو کوئی اہمیت نہ دینا، بڑا ہی فکر کا مقام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ جب تم نے اپنی تجارت پر، اپنے کاروبار پر جمعہ کو اہمیت دی، جب تم نے میرے اس مقرر کردہ فریضے کی ادائیگی میں اپنے مادی مفاد کی کچھ پرواہ نہیں کی، تو یہ نہ سمجھو کہ مَیں نے تمہارا یہ عمل بغیر کسی انعام کے چھوڑا ہے۔ نہیں، بلکہ اب جبکہ تم نے یہ فریضہ ادا کر دیا ہے تو اپنے کاروباروں میں، اپنی تجارتوں میں بیشک مصروف ہو جاؤ۔ اب ان کاموں میں تمہاری اس عبادت اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل رکھ دیا ہے۔ اب تم دنیا کی منفعتیں حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں برکت پاؤ گے۔ لیکن ان کاروباروں کے دوران بھی تم اللہ کا ذکر کرتے رہنا، اسے بھول نہ جانا۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنے رہنا۔ تمہاری توجہ اس طرف رہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کاروبار پر فضل فرمایا ہے تو مَیں اس کے احکامات کی تعمیل پہلے سے بڑھ کر کروں گا۔ کاروباروں کو ہوشیاریوں، چالاکیوں سے ناجائز منافعوں کا ذریعہ نہ بناؤ۔ اللہ کا جب حقیقی ذکر ہو گا تو خدا کا خوف بھی ہمیشہ رہے گا اور جب خدا کا خوف رہے گا، اس کے ذکر سے زبان تر رہے گی تو یہی چیز پھر تمہاری آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو گی۔ پھر تمہارے پر اس کی طرف سے مزید کامیابیوں اور فلاح کے دروازے کھلیں گے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیکن جو لوگ میرے اس حکم کو سن کر بھی جمعہ کو اہمیت نہیں دیتے، میری اس بات کو توجہ سے نہیں سنتے کہ اللہ کا ذکر کرنا ہی دراصل ہمیشہ کی فلاح کا باعث ہے بلکہ ان کے دل دنیا کی تجارتوں اور لہو و لعب میں ہی گرفتار ہیں اور اے نبی! ﷺ اللہ کے اس حکم کی طرف بلانے پر تیری آواز پر کان نہیں دھرتے تو ایسے لوگ منافق ہیں۔ اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے بڑا انذار فرمایا ہوا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے بلا وجہ جمعہ چھوڑا وہ اعمال نامے میں منافق لکھا جائے گا جسے نہ تو مٹایا جا سکے گا اور نہ ہی تبدیل کیا جا سکے گا۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ۔ باب وجوبھا۔ الفصل الثالث صفحہ 121)

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب وہ کوئی تجارت دیکھتے ہیں، دل بہلاوا دیکھتے ہیں اور اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے دوڑ پڑتے ہیں اور تَرَکُوْکَ قَآئِمًا تجھے اکیلا چھوڑ دیتے ہیں یعنی تیری بات پر کان نہیں دھرتے یہ ان منافقین کے بارہ میں ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کے تو ایسے جانثار صحابہؓ تھے جنہوں نے سخت سے سخت حالات اور جنگوں میں بھی آپؐ کو اکیلا نہیں چھوڑا۔

دوسری اس بات کی اہمیت اِس زمانے کے لئے ہے جب مسلمان دنیا داری میں ملوث ہیں۔ یہ زمانہ جس میں لہو و لعب کے بھی قسم ہا قسم کے سامان میسر ہیں اور تجارتیں اور کاروبار بھی ایک خاص کشش لئے ہوئے ہیں اور عملاً مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمعہ کی نماز کی طرف کم توجہ دیتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں منافقین کے آپؐ کی آواز پر کان نہ دھرنے سے آپ اکیلے نہیں تھے، گو منافقین یہی تصور کرتے تھے کہ ہم نے اکیلا چھوڑ دیا، اس وقت صحابہؓ کا ایک گروہِ کثیر آپؐ کے ساتھ تھا۔ لیکن اس زمانہ میں جب دنیا داری بہت زیادہ آ چکی ہے اور مسلمانوں کی اکثریت صرف عید کی نمازیں پڑھتی ہے یا پھر جیسا کہ غلط تصوّر پیدا ہو چکا ہے جمعۃ الوداع کی نماز پڑھتے ہیں تو یہ اس زمانے کے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ آنحضرت ﷺ اس بارہ میں انذار فرما چکے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔ سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو و لعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی، اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد والا ہے۔

(سنن دارقطنی۔ کتاب الجمعۃ۔ باب من تجب علیہ الجمعۃ)

پس اللہ تعالیٰ کی لاپرواہی کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ ہر ذی شعور جس میں اللہ کا خوف ہے، خوب سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاپرواہی سے مراد تباہی اور بربادی ہے۔ نہ دین ملتا ہے اور نہ دنیا ملتی ہے۔

من حیث الجماعت اگر آج مسلمانوں کی حالت دیکھیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے احکامات کی بجا آوری نہ کرکے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال کر یہ حالت ہے۔ اور آخرت کا نقشہ کہ وہاں سلوک کیا ہو گا؟ ایک روایت میں یوں کھینچا گیا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز جمعہ پڑھنے آیا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو اور ایک شخص جمعہ سے پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جاتا ہے حالانکہ وہ جنت کا اہل ہوتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند سمرہ بن جندب)

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے حضور جمعوں کے حساب سے بیٹھے ہوں گے۔ پس کس قدر بدنصیبی ہے کہ بعض اعمال کی وجہ سے جنت کا اہل ہوتے ہوئے بھی صرف جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ سے

جنت سے دور کر دیا جاتا ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ جمعہ چھوڑنے والوں سے خود کس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں ان کے متعلق میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں کسی اور شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور مَیں جمعہ سے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

(مسلم۔ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ باب فضل للصلوٰۃ الجمعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنہا)

پس اس انذار کو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کی اس کیفیت کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپؐ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپؐ کا دل تو جانوروں اور پرندوں کے لئے بھی پیار، محبت اور رحمت سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے احکامات سے کسی کو ہٹا ہوا دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ مَیں جمعہ نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

یہ اظہار بھی اس ہمدردی کی وجہ سے ہے جو آپؐ کے دل میں اپنی قوم کے لئے تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اتنا قریب آیا ہوا ہے، تمہاری دنیاوی تجارتوں اور مفادات اور رونقوں کے مقابلے میں ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ تمہارے مفادات کے سامان کر رہا ہے پھر بھی تم نہیں لے رہے۔ یہ اظہار اس لئے نہیں کہ مَیں کر دوں گا۔ یہ اظہار اس لئے ہے کہ ایسے نافرمانوں کو جمعہ کی اہمیت کا اندازہ ہو۔ اللہ اپنی رحمتیں بانٹ رہا ہے اور تم لے نہیں رہے۔ سمجھ رہے ہو کہ گھر کے آرام یا تجارتیں یا دنیاوی فائدے جمعہ کے اجر سے زیادہ فائدہ دے رہے ہیں۔ آپ کیا فرما رہے ہیں کہ اگر میرے سے پوچھو تو پھر مَیں تمہیں بتاؤں کہ اس دنیاوی آرام و آسائش، کھیل کود اور تجارتوں کو اگر تمہیں آگ لگا کر، ان سے چھٹکارا پاتے ہوئے بھی جمعہ کے لئے آنا پڑے تو آؤ اور ان سے بچو اور جمعہ کی برکات سے فائدہ اٹھاؤ تا کہ روحانیت میں ترقی کرو، تا کہ قبولیت دعا کے نظارے دیکھو، تا کہ خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرو اور دائمی تجارتوں کے وارث بن جاؤ جن میں کبھی کوئی خسارہ نہیں۔

آج ہمیں غیر قوموں کی، مذہب سے بھٹکے ہوؤں کی رونقیں اور تجارتیں اور دولتیں اپنی طرف کھینچ رہی ہیں اور نتیجۃً اپنے اس مقصد کو بھول رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے میں ہی سب برکات ہیں اور اس کے بلانے پر آنے پر ہی تمام تجارتیں ہیں، ایسی تجارتیں ہیں جو ہمیشہ کے لئے فائدہ دینے والی ہیں۔ تو یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ سن لو یہ دنیا کی رونقیں اور تجارتیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ پس ہم میں آج اگر تھوڑی تعداد بھی دوسروں کی نقل میں صرف جمعۃ الوداع کو اس لئے اہمیت دے رہی ہے کہ آج گناہ بخشوا لئے، اب اگلے سال دیکھی جائے گی تو ایسے سب لوگ انتہائی غلطی پر ہیں۔ ہاں اگر اس لئے آئے ہیں کہ آج کے جمعہ سے فیضیاب ہوتے ہوئے، اس کی برکات سے فیضیاب ہوتے ہوئے اب جمعوں کی حاضری میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو یہ بہترین اور بابرکت ترین دن ہے ایسے شخص کی زندگی میں جس میں ایسا انقلاب پیدا ہوا۔ اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے کہا، جمعوں کی خاص اہمیت ہے کیونکہ سامان لہو ولعب بھی بہت ہے اور تجارتوں کی لالچیں بھی بہت ہیں۔ اس لئے ان سے بچنا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے اجر کا باعث ہے، اس کا ثواب بھی بہت بڑا ہے۔

لیکن ایک احمدی کو اس لحاظ سے بھی اس جمعہ کی اہمیت کو مدنظر رکھنا چاہئے اور اس پیغام کو پھیلانا چاہئے کہ یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی اس سورۃ یعنی سورۃ الجمعہ میں اترے ہوئے احکامات کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ اس سورۃ میں وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) کا اعلان بھی ہے کہ ایک دوسری قوم بھی ہے جن میں وہ اسے بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔ پس اس میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے بھیجنے کی خوشخبری اور اعلان تھا جس نے ایک جماعت بنانے کے لئے، مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے، انہیں جمعہ کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے آواز دینی تھی۔ جو مبعوث ہوا اور اس نے آواز دی اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس کو مانا کہ ہم آواز پر لبیک کہتے ہوئے فلاح کے راستوں کی تلاش کی غرض سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں۔ ہم وہ نہیں جو صرف سال کے سال جمعہ پڑھنے والے ہیں بلکہ ہم وہ ہیں جنہوں نے اصل کو پالیا۔ اس اصل کو پالیا ہے کہ مَا عِنْدَاللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ یعنی جو اللہ کے پاس ہے وہ اس دل بہلاوے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اے اللہ! ہم نے تیرے اس اعلان کو خوب سمجھا ہے جو تُو نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے ذریعہ سے کرایا تھا اور جس کا فہم و ادراک ہمیں حقیقت میں اس افضل الرسلؐ کے عاشق صادق نے کروایا کہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ کہ اللہ تعالیٰ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور ایسی ایسی جگہوں سے رزق دیتا ہے جہاں سے بندے کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ پس ہم کس طرح رسول کو اکیلا چھوڑ کر لہو ولعب اور کھیل کود میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ فہم و ادراک جو کم از کم ہر احمدی میں جمعہ کی اہمیت کے بارہ میں ہونا چاہئے۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ احمدی یہ کبھی نہ بھولے کہ زمانہ کے امام کو مان کر، مسیح موعود کو مان کر ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ہمارے جمعے اب عام جمعے نہیں رہے۔ ہماری اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کی کوشش اب سطحی نہیں رہی کہ عمل کر لیا، کر لیا، نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ ہم نے تو اپنے جمعوں کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ اپنی نسلوں کے جمعوں کی بھی حفاظت کرنی ہے اور جو تمام مسلمانوں اور تمام قوموں کو دین واحد پر جمع کرنے کا کام ہمارے سپرد ہوا ہے اس کی بجا آوری بھی کرنی ہے۔ اگر ہمارے جمعوں میں باقاعدگی نہیں، اگر ہمارے جمعوں میں ایک خاص توجہ نہیں تو ہماری بیعت کا دعویٰ بھی بے فائدہ ہے۔ ہمارا قول و فعل کا تضاد بھی قابل فکر ہے۔

مَیں نے نسلوں کی تربیت کی بات کی ہے تو یہ بھی ذکر کر دوں کہ بعض بیویاں، بعض عورتیں اپنے خاوندوں کے بارہ میں دعا کے لئے لکھتی ہیں کہ دعا کریں کہ انہیں نمازوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، انہیں جمعوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔ اس بات سے خوشی بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی عابدات عطا کی ہوئی ہیں جن کو اپنی نمازوں کے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کی بھی فکر ہے۔ لیکن اس بات سے خوشی کے ساتھ ایک فکر بھی گھیر لیتی ہے کہ اگر ان خاوندوں کی، ان باپوں کی اصلاح نہ ہوئی جو دین کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے تو ان کے بچے بھی ان کی دیکھا دیکھی وہی عمل نہ شروع کر دیں۔ آج کے زمانے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا کھیل کود، لہو ولعب کی قسمیں بھی بے انتہا ہیں، دین سے بے توجہگی کہیں ان نئی نسلوں کو بھی لہو ولعب میں مبتلا نہ کر دے۔ جماعت کے بچے اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے، دین سے اور خدا سے اتنے دور نہ چلے جائیں جہاں سے واپسی مشکل ہو جائے۔

پس اس زمانے میں ایک احمدی کی ذمہ داریاں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ ایک امانت جو ہمارے سپرد ہے، ایک عہد جو ہم نے کیا ہے اس کا حق ادا کرنا ہے اور یہ حق دعا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے جمعے میں وہ گھڑی رکھی ہے جس میں وہ اپنے سے مانگی ہوئی ہر خیر کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اس سے بڑی خیر کی دعا کیا ہو گی کہ ہم اللہ سے اپنی نسلوں کے اس سے مضبوط تعلق کی دعا مانگیں تا کہ وہ دین جو اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے اس پر قائم رہنے، اس پر اپنی نسلوں کو قائم رکھنے اور اس کے پھیلانے میں ہمارا بھی کردار ہو اور ہم حقیقت میں جمعہ کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ ہم حقیقت میں اُس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ اور آپؑ نے آخرین میں بھی ایک جماعت پیدا کر دی جو پہلوں سے ملے اور وہ مقام حاصل کیا اور انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی جو پہلوں نے کیا تھا۔ انہوں نے اپنی عبادتوں کے معیار بھی حاصل کئے، اپنے تعلق باللہ کے بھی مقام حاصل کئے۔ ہم میں سے بہت ہیں جن کو اس بات پر فخر ہے کہ ہم ان صحابہؓ کی اولادیں ہیں جن کو پہلوں سے ملنے کا مقام ملا۔ یہ فخر کسی کام نہیں آئے گا اگر ہم نے اپنے اعمال میں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پاک تبدیلیاں پیدا نہ کیں۔ پس فکر کا مقام ہے اور بہت فکر کا مقام ہے۔ اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے آنے کا انقلاب تو اب آنا ہے۔ تمام دنیا نے آپؐ کے جھنڈے تلے آنا ہے، انشاء اللہ، کہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے، شعائر اللہ کی حفاظت کرتے ہوئے اس انقلاب کا حصّہ بننا ہے تبھی ہم اس زمانے اور ان جمعوں کی برکات سے فیضیاب ہونے والے کہلا سکیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوا۔ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کُلِّہٖ (الصف:10) کی صورت میں ہوگا، وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا۔ وہ جمعہ اب آ گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعودؑ کے ساتھ مخصوص رکھا ہے۔ اس لئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں اوّل تکمیل ہدایت، دوم تکمیل اشاعت ہدایت۔ اب تم غور کرکے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ہوچکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو، جبکہ آنحضرت ﷺ بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ اس شان میں فرمایا گیا ہے۔ تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہار دین اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آ گیا ہے۔ چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کل دنیا میں تبلیغ ہوسکتی ہے۔ اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے۔ ریلوں کے ذریعہ سے سفر آسان کردئے گئے ہیں۔ غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ:4) کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہؓ کی پھر قائم ہوئی ہے۔ اتمامِ نعمت کا وقت آ پہنچا ہے لیکن تھوڑے ہیں جو اس سے آگاہ ہیں اور بہت ہیں جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں۔ مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق تجلّی فرمائے گا اور اپنے زور آور حملوں سے دکھا دے گا کہ اس کا نذیر سچا ہے''۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد دوم صفحہ 134-135 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو زمانہ ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں، اس میں تمام دینوں نے جمع ہونا ہے اور اس میں اشاعت ہدایت کا کام تکمیل کو پہنچنا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی زمانہ ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں تمام دین میدان میں نکلے ہوئے ہیں بلکہ وہ بھی جو خدا کو نہیں مانتے ان اشاعت کے سامانوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک دنیا کو ورغلانے میں لگے ہوئے ہیں، ہدایت سے دُور لے جانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس وقت تمام دوسرے فرقے اور مذاہب بشمول عیسائیت اور دوسرے بھی احمدیت کو چیلنج کر رہے ہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی مقدر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وقت کی چند ایجادات کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ ''جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں''۔ آج دیکھیں سیٹلائٹ، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ نے اس میں مزید وسعت پیدا کردی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائیدات کے طور پر ایم ٹی اے اور انٹرنیٹ بھی آپ کو مہیا فرما دیا ہے جس کے ذریعہ سے تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ یہ سب دین واحد پر جمع کرنے کے سامان ہیں جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ تو یہ انتظامات فرما رہا ہے لیکن ہمیں بھی اس کے حکموں پر چلتے ہوئے اس زمانہ میں اپنی سوچوں کو وسعت دیتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ اپنی اور اپنی نسل کی فکر کرتے ہوئے اس انقلاب میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جہاں ہم اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے نظارے دیکھتے ہوئے فیض پانے والے ہوں۔

پس اس زمانے میں ہر احمدی کو عبادتوں اور دعاؤں کے معیار کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صرف رمضان اور رمضان کا آخری جمعہ نہیں بلکہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان ہمارے اندر پاکیزگی پیدا کرنے والا ہو۔ اللہ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے اور ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے جو فتح اور کامرانی کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے۔ پس آج ہمیں اس جمعہ میں یہ عہد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روزے کے ساتھ اس جمعہ کی عبادت کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہم اس مقصد کو سب سے پہلے اپنے اوپر لاگو کرنے والے بنیں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور اس کے لئے اپنی تمام برائیوں اور بدیوں کو نیکیوں میں بدلنے کی کوشش کریں۔ تمام ناپاکیوں کو پاکیوں میں بدلنے کی کوشش کریں۔

پس یہ تھوڑا سا وقت جو روزے کے اختتام اور رمضان کے اختتام میں اور جمعہ کے اختتام میں رہ گیا ہے اس میں ذکر الٰہی سے اپنی زبانیں تر رکھیں۔ بقیہ وقت اس بات کو ذہن میں رکھ کر اس کی جگالی کریں کہ ہم نے رمضان میں جو نیکیوں کی کوشش اور عبادات کی کوشش، اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کی ہے، مالی قربانیوں کی کوشش کی ہے۔ تحریک جدید اور وقف جدید کے وعدے پورے کرنے کی ان دنوں احمدی بہت کوشش کرتے ہیں تو ان تمام اعمال اور ان نیکیوں کو اس جمعہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ قبول فرمالے۔ اے اللہ! ہمیں اب ان عبادتوں، ان دعاؤں، ان نیکیوں، ان حقوق کی ادائیگیوں میں ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمارا آئندہ ہر کام اور ہر عمل تیری رضا کا حصول ہو جائے جس کی برکات سے تُو ہمیشہ ہمیں متمتع فرماتا رہے۔ ہمیں ان انقلابات کے نظارے دکھا جن کا وعدہ تُو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ اپنے پیار کرنے والے اللہ سے ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ دعائیں جب ہر ایک احمدی کے دل سے آج کے دن یکجائی صورت میں اُبل کر نکلیں گی تو ہر دل سے نکلی ہوئی دعا کا یہ سَوتا لاکھوں کروڑوں سَوتوں کی صورت میں جمع ہوکر اس تیز بہاؤ والے دریا کی صورت اختیار کرلے گا جس کے سامنے آیا ہوا ہر گند صاف ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے کی دعاؤں کی مدد سے ہمارے دلوں کے میل اسی طرح دھلتے چلے جائیں۔ پس آج کی دعاؤں کو اس شفاف پانی کے دھارے کی صورت بنادیں، یہ شفاف پانی کا دھارا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بنایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہی بنتا ہے اور بنے گا اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے فیض پاتے ہوئے ہمارے دلوں کی کدورتوں اور میلوں کو مزید دھوتا چلا جائے گا اور ہم نیکیوں پر دوام اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مزید رضا اور اس کا قرب پانے والے بنتے چلے جائیں اور قبولیت دعا کے نظاروں کو دیکھنے والے ہوں۔ دلوں کی پاکیزگیوں کو دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کو دیکھنے والے ہوں۔ دشمن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے والے ہوں اور اپنے آخری مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی حکومت اپنے دلوں میں بھی اور دنیا کے دلوں میں بھی قائم کرنے والے ہوں۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے دین کا جھنڈا جو اس زمانے میں مسیح موعودؑ کے سپرد کیا گیا ہے اسے اس جمعہ کی برکات سے تمام دنیا میں لہراتا ہوا دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں کہ دینِ واحد پر اس مسیح موعودؑ نے اب جمع کرنا ہے۔

پس یہ جمعہ جو دائمی برکات کا حامل ہے اور برکات سے فیضیاب کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسے دیکھنے اور پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بعید نہیں کہ ہماری دعاؤں کے دوران اس وقت بھی ہمیں وہ گھڑی میسر آ گئی ہو جو قبولیت دعا کی گھڑی ہوتی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ رمضان کے آخری دن میں خاص طور پر ہر بیمار، مجبور، ضرورتمند کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام دین کی خدمت کرنے والوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وہ بچے جن کے والدین نے، بچوں نے خود اپنے آپ کو وقف کیا ہے ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عہد نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ مالی قربانی کرنے والوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ امتِ مسلمہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام انسانیت کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر تکلیف اور تباہی سے ان سب کو بچائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

اس وقت مَیں ایک ذکر کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ ہمارے میں سے اکثریت کو پتہ ہے کہ ہمارے ایک فدائی کارکن، بڑے فدائی احمدی مکرم ملک خلیل الرحمٰن صاحب 5/اکتوبر کو گزشتہ جمعہ وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بڑے پرانے جماعت کے خدمت کرنے والے کارکنوں میں سے تھے۔ جب ایم ٹی اے شروع ہوا ہے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات، تقریروں اور درسوں کا انگریزی میں ترجمہ کرتے رہے۔ پھر میرے بھی خطبات اور تقریروں کے ترجمے انہوں نے کئے۔ اور گزشتہ جمعہ کو بھی جمعہ پر جانے کے لئے تیار ہوکر بیٹھے تھے کہ مسجد جاکر ترجمہ کا فرض ادا کرنا ہے لیکن اسی دوران ان کو ہارٹ اٹیک ہوا اور جانبر نہ ہوسکے۔ پہلے تو پتہ بھی نہیں لگ رہا تھا کہ تکلیف کیا ہے۔ شام کے وقت پتہ لگا کیونکہ اس وقت وہ گھر میں اکیلے تھے۔ اکثر اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ بڑے دعاگو تھے اور اعتکاف میں جو بڑا اہتمام کیا جاتا ہے، عام طور پر لوگ بڑے بڑے بستر لے کر آتے ہیں، وہ ایک رضائی یا لحاف لے آتے تھے اور بغیر تکیہ کے اس کو آدھے کو نیچے بچھا لیا کرتے تھے اور آدھے کو اوپر۔ یہ ان کے بعض ساتھیوں نے بتایا۔ بستر کا کوئی خاص اہتمام نہیں ہوتا تھا کہ مسجد میں اگر آئے ہیں اور دعا کے لئے آئے ہیں تو زیادہ وقت دعاؤں میں ہی گزرے اور درود شریف بڑی کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے اعتکاف میں ان کے ایک دوست نے بتایا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو نظم ہے کہ ''اے خداوند من گناہم بخش''

ہروقت ترنم سے پڑھتے رہتے تھے، گنگناتے تھے۔ ان کے ایک دوست نے لکھا ہے کہ انہوں نے کہا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نفس مطمئنہ پر ایک خطبہ دیا تھا یا درس میں بیان فرمایا تھا تو جب سے مَیں نے سنا ہے مَیں تو اس وقت سے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ نفس مطمئنہ نصیب ہوجائے۔ اور علاوہ ترجمہ کی خدمت کے شروع میں قائد خدام الاحمدیہ بھی رہے اور اس کے علاوہ نیشنل سیکرٹری سمعی بصری تھے۔ سیکرٹری تعلیم تھے۔ ریجنل ناظم انصاراللہ بھی رہے۔ ریڈنگ جماعت کے صدر کے طور پر خدمات ادا کرتے رہے۔ اور گزشتہ سال ان کو یہاں یوکے میں جماعت احمدیہ کے پریس سیکرٹری کا کام بھی مَیں نے سپرد کیا تھا۔ بڑی خوش اسلوبی سے انہوں نے اس کو نبھایا اور ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک نوجوان نے مجھے لکھا کہ باوجود اس کے کہ مَیں ناتجربہ کار تھا، نوجوان تھا لیکن جب بھی مَیں نے ان کو کوئی مشورہ دیا تو بڑی عاجزی سے اس کو سنتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ تم کون ہو مشورہ دینے والے۔ اگر بہتر ہوتا تھا تو قبول کرلیتے تھے نہیں تو بڑی حکمت سے سمجھا دیا کرتے تھے کہ اس میں یہ یہ نقصانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے، ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کو صبر عطا فرمائے۔

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2007ء
از صفحہ نمبر4

کروڑوں کو بھی ہلاک کرنا پڑے تو کردیتا ہے۔ اور یہ کوئی پرانے قصے نہیں ہیں۔ آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کہ میں تیرے اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں، نشانات دکھاتا چلا جارہا ہے اور آپؑ کی جماعت کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والا ہر ہاتھ ہم نے فنا ہوتا دیکھا ہے۔ پس جب تک ہم حقیقی طور پر آپ کی طرف منسوب ہوتے ہوئے، آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے سچے عابد بنے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں نے تو ضرور پورا ہونا ہے۔ اگر ہم میں سے ایک بھی اپنی عبادتوں کے معیار سے نیچے جائے گا تو اللہ تعالیٰ دس ایسے لوگ جو عبادتوں کا معیار قائم کرنے والے ہیں اپنے مسیح کو عطا فرمادے گا کیونکہ اب دجّال پر اور شیطان پر غلبہ اس مسیح کے ہاتھوں مقدر ہے اور کوئی طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس فیصلے میں روک ڈال سکے۔

اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں

پس آج ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے اور قائم رکھنے کے لئے مدد اور استعانت چاہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا اور جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ گریہ وزاری اور تضرع اور ابتہال خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کا نسخہ بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”چاہیئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو“۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ 403۔ جدید ایڈیشن)

پس جب یہ حالت ہوگی تو ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے وارث بننے والے ہوں گے۔ ایک جگہ اس عبادت کی حقیقت جسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”واضح ہو کہ اس عبادت کی حقیقت جسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم و احسان سے قبول فرماتا ہے، (وہ درحقیقت چند امور پر مشتمل ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بلند و بالا شان کو دیکھ کر مکمل فروتنی اختیار کرنا، نیز اس کی مہربانیاں اور قسم قسم کے احسان دیکھ کر اس کی حمد و ثنا کرنا۔ اس کی ذات سے محبت رکھتے ہوئے اور اس کی خوبیوں، جمال اور نور کا تصور کرتے ہوئے اسے ہر چیز پر ترجیح دینا اور اس کی جنت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دل کو شیطان کے وسوسوں سے پاک کرنا ہے“۔

(اعجاز المسیح، عربی عبارات کا اردو ترجمہ بحوالہ تفسیر سورۃ الفاتحہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ 201)

پس یہ حقیقت ہر احمدی کو پیش نظر رکھنی چاہئے کہ نمازوں کی احسن رنگ میں ادائیگی کے بعد یہ کیفیت ایک مومن پر طاری ہوگی تو وہ حقیقی مومن کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور بلند و بالا شان کا تصور اس کو ہوگا تو پھر ہی ان امور اور ان احکامات کی طرف توجہ رہے گی جن کے سرانجام دینے کا اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو حکم دیا ہے۔ پھر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور انعامات کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی حمد و ثنا کرنا، اس کا شکر گزار ہونا، ایک احمدی کا خاصہ ہونا چاہئے۔ ایک احمدی کو اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور انعامات کا جتنا تجربہ ہے وہ کسی دوسرے کو ہو ہی نہیں سکتا۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے احسانوں میں سے ایک احمدی پر یہ کتنا عظیم احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ دنیا کی اکثر آبادی جسے شیطان نے وسوسوں میں ڈبویا ہوا ہے اور جس کے نتیجے میں وہ زمانے کے امام کے انکاری ہیں، ان وساوس سے ہمیں پاک کیا ہوا ہے۔ پس یہ ایسی باتیں ہیں جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھانے والی اور اس کی عبادتوں کی طرف توجہ دلانے والی ہیں اور ہونی چاہئیں۔ مسیح آخرالزمان کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الخلفاء بنا کر بھیجا ہے۔ پس اللہ نے اپنے پیارے نبی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰﷺ کے اس عاشق صادق کو امام الزمان اور خاتم الخلفاء بنا کر جو بھیجا ہے تو اسی خاتم الخلفاء کی خلافت کا زمانہ بھی اب تاقیامت رہنا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو اپنے دلوں میں بٹھانے والے، عاجزی انکساری میں بڑھنے والے، اللہ تعالیٰ کی ذات کا صحیح فہم و ادراک کرتے ہوئے اسے قادر و توانا سمجھنے والے، اسے طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنے والے آج احمدی ہی ہیں جو اس یقین پر قائم ہیں کہ تمام نوروں کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی ہے جس نے اس زمانے کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے اس خاتم الخلفاء کو دنیا میں بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اس کی حمد و ثنا کے گیت گاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جانے والے احمدی ہی ہیں۔ پس جب تک ہم اس سوچ کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں گے، اپنی زندگیاں گذارتے چلے جائیں گے، اپنے دلوں کو غیراللہ سے کلیۃً پاک رکھیں گے، اس کی عبادتوں میں خالص رہیں گے، اپنی زبانوں کو اس کے ذکر سے تر رکھیں گے، تب تک اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعامات اور احسانات سے نوازتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام نظام خلافت کا انعام ہے

جیسے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بہت بڑا انعام جو اس خاتم الخلفاء کے ذریعے سے اس نے جماعت احمدیہ کو دیا ہے وہ نظام خلافت کا انعام ہے۔ جو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس انعام سے منسلک رہے گا شیطان کے وسوسوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے گا اور جو دعاؤں سے اس کی آبیاری کرتا رہے گا وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الٰہی وعدوں کے مطابق اپنی جنت کا سامان کرنے والا ہوگا۔

آج ہم حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کے سوویں سال سے گزر رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ اگلے سال ہم نے خلافت احمدیہ کی نئی صدی کا استقبال کرتے ہوئے اس میں داخل ہونا ہے۔ جیسے کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ان دعاؤں کی وجہ سے ہی بنا جا سکتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کا ہو کر کی جائیں۔

خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں دعاؤں اور عبادات کے ساتھ داخل ہوں

پس خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہونے کے لئے بھی خالصتاً اس کا ہو کر دعاؤں میں وقت گذارنا چاہئے تاکہ ہمیشہ اس کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں۔ اس لئے میں نے تقریباً دوسال ہوئے خطبہ جمعہ میں خلافت کی نئی صدی کے استقبال کے لئے دعاؤں اور بعض نفلی عبادتوں کے ساتھ داخل ہونے کی تحریک کی تھی جس میں تقریباً دس ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے جب جماعت پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو سوسال پورے ہوجائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس پر عمل بھی ہورہا ہوگا۔

آج میں ان دعاؤں سے متعلق یاددہانی کرواتے ہوئے ہر احمدی سے کہتا ہوں کہ بقایا عرصے میں ایک توجہ کے ساتھ ان دعاؤں کو پڑھیں تاکہ جب ہم اگلی صدی میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے ہوئے داخل ہوں تو اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات سے پہلے سے بڑھ کر جماعت احمدیہ فیض پا رہی ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے احسانات جماعت پر نازل فرمارہا ہو۔

پس ہر احمدی پہلے سے بڑھ کر اپنی دعاؤں کے نذرانے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے والا بن جائے۔ ہر دعا جس کے پڑھنے کی تحریک کی گئی تھی اپنے اندر برکات سمیٹے ہوئے ہے اور خلافت کے حوالے سے بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ ان کا میں مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صدسالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

تقریر برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2007ء

احمدیت کے حق میں نصرت الٰہی کے نظارے

مولانا محمد عمر۔ناظر اصلاح و ارشاد قادیان

خداتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ (المومن:52) یعنی ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ہمارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں دونوں جہانوں میں مدد کیا کرتے ہیں۔اس کے بالمقابل دوسری جگہ فرمایا:

وَلَقَدِاسْتُھْزِیَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْھُمْ مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ (سورۃ الانعام:11-12)

یعنی تجھ سے قبل جو رسول گزرے ہیں اُن کے ساتھ بھی ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا مگر آخر یہ ہوا کہ جنہوں نے ان رسولوں سے تمسخر کیا اُن ہی باتوں نے اُن کو گھیر لیا جن سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔تُو کہہ دے کہ جاؤ اور زمین میں خوب پھرو اور دیکھو کہ خدا کے نبیوں کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

قرآن مجید کے ان ہر دو ارشادات کے بارے میں اس نشست میں نہایت اختصار سے چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مذہبی دنیا میں درخت اور شجر کی تمثیل قدیم سے چلی آرہی ہے نیک تحریکوں کو مذہبی صحیفوں میں سرسبز درخت سے تشبیہ دی گئی ہے اسی قدیم سنت کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو یوں مخاطب فرمایا کہ:

”تم اَے میرے عزیزو، میرے پیارو، میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو جو خداتعالیٰ کی رحمت سے جو تُم پر ہے میرے سلسلہ ٔبیعت میں داخل ہو۔“ (الوصیت)

قرآن حکیم نے بھی نہایت عمدگی سے اور زیادہ خوبصورتی کے ساتھ روحانی سلسلہ کو شجرۂ طیبہ سے تشبیہ دی ہے۔چنانچہ وہ فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا (ابراھیم:25-26)

کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک پاکیزہ کلام کی حقیقت بیان کی ہے کہ وہ ایک پاک درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑ مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں میں پہنچی ہوئی ہوتی ہیں اور ہر وقت اپنے رب کے اذن سے وہ تازہ بتازہ پھل دیتا رہتا ہے۔

اس کے بالمقابل بُری تحریک اور اس کے انجام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَھَا مِنْ قَرَارٍ (ابراھیم:27)

یعنی ایک بُرے کلام کی مثال ایک بُرے درخت کی طرح ہوتی ہے جس کو زمین سے اُکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہو اور جسے کہیں بھی قرار نہ ہو۔

اسی ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔خدا فرماتا ہے یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخین نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا۔“

خداتعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا وہ ہر آن بڑھتا گیا، بڑھتا گیا اور اب ایک ایسا تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں ایک سو پچاسی سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہیں۔

یہ شجرۂ طیبہ یعنی تحریک احمدیت جبکہ وہ اَخْرَجَ شَطْأَہُ کے مطابق کونپل کی شکل میں تھا تو اُسے کچلنے اور مسلنے کے لئے مخالفوں اور منکروں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن خداتعالیٰ کے وعدوں کے مطابق یہ کونپل بڑھتی پھولتی اور پھیلتی رہی اس کے ساتھ ہی لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارُ کے مطابق منکرین کا غیظ وغضب اور زیادہ بڑھتا رہا لیکن دُوسری طرف خداتعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا کے مطابق احمدیت کے حق میں نُصرتِ الٰہی کے نظارے دکھاتا رہا۔

اس کی چند ایک مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔احمدیت کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے کئی علماء دین کہلانے والوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اور ان سب کو نہایت ذلّت کے ساتھ ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا تھا ان میں سے صرف ایک شخص کا یہاں ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

وہ حق وصداقت کے منکر اور شدید معاند احمدیت مولوی ثناء اللہ امرتسری تھے انہوں نے احمدیت کو نیست ونابود کرنے کے لئے انتھک کوشش کی تھی۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو اِس مولوی صاحب نے مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا ایک آسان نسخہ بتایا تھا۔یعنی موصوف نے اخبار وکیل کی 13 جون 1908ء کی اشاعت میں لکھا کہ:

”ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے اگر ہوسکے تو مرزا کی کل کتابیں سمندر میں نہیں تو کسی تندور میں جھونک دیں اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرّخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے۔“

لیکن اس کے بالمقابل خداتعالیٰ نے کیا فیصلہ فرمایا۔ملاحظہ ہو۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی سیرت وسوانح لکھنے والے مولوی عبد المجید سہروردی تقسیم ہند کے وقت پنجاب میں رونما ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کا حال بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”مولانا محترم شہر کے رؤسا میں سے تھے لاکھوں روپے کا سامان موجود تھا۔ہزاروں روپے نقد (لیکن فسادات کے وقت) صرف پچاس روپے آپ کی جیب میں تھے اور معمولی کپڑے زیب بدن، اُسی حالت میں آپ مع اہل وعیال مکان چھوڑ گئے۔آپ کا مکان چھوڑنا ہی تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اِس انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے ٹوٹ پڑے اور تمام سامان اور زیورات وغیرہ لُوٹ لے گئے۔لُٹیروں نے اُس پر ہی بس نہیں کی بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپیہ کی نایاب اور قیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر راکھ کر دیں۔کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔یہ کتابیں حضرت کے سرمایۂ زندگی تھیں...... یہ صدمۂ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت میں آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے۔ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی۔چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لے کر رہے“۔

(سیرتِ ثنائی مصنفہ مولوی عبد المجید سوہروردی صفحہ: 380-390)

اب دیکھئے جس شخص نے یہ تعلّی کی تھی کہ مرزا صاحب کی کتب جلا ڈالنے سے احمدیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی خود اس شخص کو بیش قیمت لائبریری اپنی آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ ہونے کا اندوہناک نظارہ دیکھنا نصیب ہوا اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اکنافِ عالم میں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر پھیل رہی ہیں۔فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار۔

1934ء میں احراری جماعت دیگر نام نہاد اسلامی جماعتوں کی پشت پناہی کے ساتھ ایک خطرناک عزم لے کر اُٹھی۔ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم احمدیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ہی دم لیں گے اور کسی نے کہا ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے اور منارۃ المسیح کو نیست ونابود کر دیں گے کسی نے کہا کہ آج سے دس سال کے بعد ساری دنیا میں نام کے واسطے بھی کوئی احمدی نظر نہیں آئے گا اور کسی نے تعلّی کی کہ مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اُٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔اس قسم کے تمام دعووں اور تعلّیوں کے جواب میں اُس وقت جماعت احمدیہ کے امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نہایت پُرجلال آواز میں اعلان فرمایا:-

”تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچاؤ اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تُل جاؤ پھر بھی یاد رکھو تم ذلیل اور رُسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے، تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے جس رستے پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا رستہ ہے جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اُس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب اور بامراد کرنے والے ہیں اس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دُشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور مَیں اُن کی شکست کو اُن کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں“۔(الفضل 30مئی 1935ء)

جماعت احمدیہ کی اب تک کی تاریخ اِس بات پر شاہد ہے کہ ہر قسم کی شدید مخالفتوں کے باوجود کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے افضال و برکات موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہوتے رہے ہیں۔دنیا کی نگاہوں میں بالکل کمزور اور بے حقیقت سمجھی جانے والی اس جماعت کے خلاف مختلف منصوبے بنائے جاتے رہے لیکن یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں رہی کہ ان تمام مسلسل کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ صفر اور صرف صفر ہی رہا۔شاہِ افغانستان ہو، شاہِ مصر فاروق ہو، شاہ فیصل ہو، ذوالفقار علی بھٹو ہو، ضیاء الحق ہو، غرض اعلیٰ سے اعلیٰ مقتدر ہی کیوں نہ ہو جماعت احمدیہ کے آگے، خلافتِ احمدیہ کے آگے خود ہی حرف غلط کی طرح مٹتے چلے گئے۔ باوجود ان عالمگیر مخالفتوں کے جماعت احمدیہ خداتعالیٰ کی تائید ونصرت کے سایہ تلے وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کے وعدہ الٰہی کے مطابق فتح وظفر کے میدان میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتی چلی جاتی رہی ہے۔

جب ہم جماعت احمدیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں رونما ہونے والے عالمگیر غلبہ اسلام کا ذکر کرتے ہیں اور جب ہم خدائی وعدوں کی بنیاد پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مستقبل قریب میں دنیا کی تمام قومیں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک قدموں میں آکر پناہ لیں گی اور اہلِ عرب جوش وخروش کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوں گے، روس جیسی عظیم مملکت پر حقیقی اسلام کے پرچم لہرائے جائیں گے اور وہاں ریت کے ذرّوں کی طرح احمدی ہی احمدی نظر آئیں گے تو بعض لوگ استہزاءً پاکستان کا حوالہ دیتے ہوئے وہاں احمدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی صد سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ یہ کونے کا پتھر ہے جو اُس پر گرے گا وہ بھی اور جس پر یہ گرے گا وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ سال 1984-85ء کا عرصہ جماعت احمدیہ کے لئے کتنا کرب ناک اور آزمائشوں کا دَور تھا اور حکومتِ پاکستان نے جماعت احمدیہ کو ملیامیٹ کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دی تھی اور عالمی سطح پر ایک سوچی سمجھی تدبیر اور منصوبہ کے تحت اکنافِ عالم میں جماعت احمدیہ کی مخالفت ظالمانہ طور پر کی جارہی تھی۔چنانچہ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو ظالمانہ اور غیر اسلامی آرڈیننس جاری کیا تھا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ جنگ نے اپنی 9/جون 84ء کی اشاعت میں لکھا:

”صدر ضیاء الحق کا آرڈیننس ایک تاریخ ساز اور جرأت مندانہ اقدام ہے جو قادیانیت کے تابوت میں ایک آخری کیل ثابت ہوگا۔“

دنیا نے دیکھ لیا کہ کس کے تابوت پر کیل لگ گئی تھی۔دوسری طرف اس آرڈیننس کے بعد خداتعالیٰ کی تائید ونصرت کے کتنے عظیم الشان اور ایمان افروز نظارے دنیا دیکھتی رہی ہے۔اس بدنام زمانہ آرڈیننس کے بعد حق وصداقت کے دُشمنوں نے پاکستان میں آٹھ مساجد کو بُل ڈوزر کے ذریعہ شہید کیا اور چند ایک مساجد کو جُزوی طور پر نقصان پہنچا دیا تھا اور آگ لگا دی تھی۔

اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی جماعت کو حکم دیا تھا کہ اُس کا شیریں انتقام لیا

جائے۔ یہ انتقام غیر احمدیوں کی مساجد پر حملہ کرکے نہیں بلکہ نئی مساجد تعمیر کر کے لیا جائے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ عالمگیر نے اس آواز پر لبیک کہی۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو 1984 کے بعد اب تک 14135 مساجد عنایت فرمائیں ان میں سے اکثر مساجد ان کے اماموں اور نمازیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کو عطا ہوئیں۔

گویا کہ خدا تعالیٰ زبانِ حال سے یہ فرما رہا ہے کہ اے حق و صداقت کے منکرو! تم نے جماعت احمدیہ کی آٹھ مساجد کو شہید کر ڈالا لیکن اس کے عوض میں مَیں جماعت احمدیہ کو 14135 مساجد دینے پر قادر ہوں گویا کہ ایک کے بدلے 1792 مساجد خدا نے ہمیں دیں۔

1984ء کے بدنام زمانہ آرڈیننس کے بعد اب تک جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جو نظارے دنیا نے دیکھے ہیں وہ ان گنت ہیں۔ صرف ایک جھلک سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر کی روشنی میں بیان کرتا ہوں کہ صرف 20 سال میں 102 ممالک میں دو لاکھ ترانوے ہزار آٹھ سو اکیاسی بیعتیں ہوئیں۔ 945 جگہوں پر نئی جماعتیں قائم ہوئیں جن میں سے 589 نئے مقامات میں جماعت کا پودا لگا مجموعی تعداد کے اعتبار سے 1534 نئے علاقوں میں احمدیت کا پودا لگا۔ اس میں ہندوستان سرفہرست ہے جہاں 186 نئی جماعتیں قائم ہوئیں گزشتہ سال 96 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ اب تک خدا کے فضل سے 58 عالمی زبانوں پر قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہوا اس وقت تک جو تراجم مکمل ہو چکے ہیں ان کی تعداد 22 ہے 12 تراجم تیار کروائے جا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ سلسلہ جاری ہے امسال خدا تعالیٰ کی طرف سے بارش کی طرح جو افضال اور خاص نعمتیں نازل ہوئیں ان کا مختصر تذکرہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو کے کے درمیانی روز کے خطاب میں فرمایا ہے۔

اس موقعہ پر ایک خاص نصرت الٰہی کے ایمان افروز نظارے کی طرف حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

حکومتِ پاکستان اور وہاں کے علماء نے اشاعتِ دین اور تبلیغ پر قدغن لگاتے ہوئے جماعت احمدیہ کی آواز کو دبانے کا منصوبہ بنایا تھا اس کے نتیجہ میں احمدی احباب اذان تک دینے اور کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ بلند آواز سے پڑھنے سے روک دیئے گئے تھے۔ اس منصوبہ کے بارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یہ وہ منصوبہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا سخت منصوبے بنا رہے ہیں ظالم لوگ......مگر آسمان یہ آوازیں دے رہا تھا وَاَكِيْدُ كَيْدًا اے میرے معصوم اور مظلوم بندو مَیں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں......اور دیکھو میری تدبیر جب نازل ہوگی تو ان کی تدبیروں کو کیا رہیگا۔ اب آسمان سے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ خدا نے گھر گھر آوازیں پہنچانے کا نظام جاری فرمایا ہے یہ الٰہی تدبیر ہے جس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے وَاَكِيْدُ كَيْدًا اور جب ظاہر ہوتی ہے تو بالکل مایوس اور ناکام کر کے رکھ دیتی ہے دشمنوں کو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 1995ء)

ایم ٹی اے کے سلسلہ میں ایک دلچسپ خبر جو الفضل انٹرنیشنل 7 دسمبر 1995ء میں آئی وہ سنانا چاہتا ہوں:

"کوئٹہ کی ایک غیر احمدی مسجد کے پیش امام قاری نے ایک دوست کو بتایا کہ ایک دن ایک نمازی نے اس سے کہا اس نے ڈش پر قادیانی چینل دیکھا ہے اس میں ایک قادیانی مولوی ہیں جو اچھی باتیں بتاتے ہیں (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) اُس نے کہا کہ مَیں نے آج تک کوئی ایسا مولوی نہیں دیکھا جس طرح یہ مولوی قرآن اور حدیث اور نیکی کی باتیں بتاتے ہیں جو دلوں پر اثر کرتی ہیں ہمارے پاس ایسا مولوی کیوں نہیں ہے اس پیش امام قاری نے اس نمازی کو جواب دیا کہ اصل میں آپ لوگ ہمیں تنخواہ بہت کم دیتے ہیں اس لئے ہم ایسی باتیں نہیں بتاتے ہیں۔"

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو فرمایا کہ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (سورۃ ق:42) کہ اُس دن غور سے بات کو سُنو جب ایک پکارنے والا قریب کی جگہ سے پکارے گا۔ یہ پیشگوئی اب ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہے۔ یعنی ایم ٹی اے کے ہر گھر میں داخل ہونے کے ذریعہ سے گویا آسمانی منادی ہر ایک کو قریب سے بُلا رہا ہے۔

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِيْحُ جَاءَ الْمَسِيْحُ کہ تم آسمانی ندا کو سُنو کہ مسیح آ چکا، مسیح آ چکا ایم ٹی اے کے ذریعہ پورا ہوا۔

اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ نہایت شان سے پورا ہوا کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

احمدیت کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک عظیم الشان نظارہ "ایم ٹی اے 3 العربیہ" کے توسط سے عرب ممالک میں پیدا شدہ روحانی انقلاب کے ذریعہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت سے ایم ٹی اے میں عربوں کے ایک نئے چینل کا آغاز ہوا۔ اس کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اور آپ کے خلیفہ کے خطبے اور خطابات عربوں کے گھروں میں سُنے جا رہے ہیں۔ ایک عرصۂ دراز سے عرب ممالک میں جماعت احمدیہ کے خلاف غیر حقیقی اور جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اب اس عرب چینل کے ذریعہ عرب ممالک کے ہر گھر میں داخل ہونے سے مخالفین کے پروپیگنڈے کا اثر ختم ہونے کے دور کا آغاز ہو گیا ہے اور اب احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیمات سے عرب لوگ روشناس ہوتے جائیں گے۔

اس تقریب کا آغاز فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا:

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے عرب ممالک کے لئے ایک نیا اجراء ہوا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ ہو رہا ہے اور اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے (اپنے ایک الہام کے ذریعہ) مبارک سو مبارک دی ہے...... جماعتِ احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کی یہ پروازیں جو چل پڑی ہیں یہ بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا کے مطابق عرب ممالک کے احمدی احباب کے عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ مَیں تیرے محبوں کا گروہ پیدا کروں گا وہ انقلاب شروع ہو چکا ہے اور اب عرب دنیا میں بھی ان محبوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور انشاء اللہ بڑھتی چلی جائے گی اور ایک وقت آئے گا کہ جب تمام عرب اُمّتِ واحدہ بن کر ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یک زبان ہو کر آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجنے والی ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس یہ ایم ٹی اے 3 کا جو چینل ہے یہ بھی خدائی تائیدات کا ایک نشان ہے اور یہ چیزیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ وقت دُور نہیں جب اسلام اور احمدیت کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرائے گا۔

(الفضل انٹرنیشنل یوکے بتاریخ 25مئی 2007ء)

اس تعلق میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو ہمارا ایمان و یقین ہے کہ وہ عنقریب پوری ہونے والی ہے آپ فرماتے ہیں:

اِنِّی اَرٰی اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يَدْخُلُوْنَ اَفْوَاجًا فِی حِزْبِ اللّٰهِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ ۔ وَهٰذَا مِنْ رَّبِّ السَّمَاءِ ۔ عَجِيْبٌ فِی اَعْيُنِ اَهْلِ الْاَرَضِيْنَ۔

(نُور الحق حصہ دوم صفحہ 10)

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی نظر میں عجیب۔

نیز فرماتے ہیں: اللہ جل شانہ نے یہ خبر دی ہے:

يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ وَيُصَلِّی عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَيُحْمِدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ ۔

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، الحکم جلد ۵-۳۱/اگست ۱۹۰۱ء)

یعنی تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے اور زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

یہ صرف ہماری خوش فہمی نہیں ہے بلکہ کامل یقین و ایمان ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا ہوا ہے کہ مستقبل قریب میں دنیا کی تمام قومیں سیدنا حضرت محمد عربی ﷺ کے مبارک قدموں میں آ کر پناہ لیں گے۔ اہل عرب جوش و خروش اور ذوق و شوق کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوں گے اور ابدال شام ان فتوحاتِ اسلام کو دیکھ کر بے ساختہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یوکے 1994ء کے موقع پر فرمایا:

"خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اتنے بڑھ رہے ہیں کہ اُن کا شمار کرنا ممکن نہیں۔ اُن کو سمیٹنا اور احاطۂ تحریر یا احاطۂ تقریر میں لانا ممکن نہیں رہا...... جس رفتار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل آگے بڑھ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ چند سالوں کے اندر اندر دنیا میں عظیم انقلابات کی داغ بیل ڈال دی جائیگی۔ جو ہم نے دیکھا وہ بھی نظروں کو خیرہ کرنے والا اور دلوں کو حمد سے بھرنے والا ہے اور جو ہم دیکھنے والے ہیں وہ کیسے سمیٹیں گے؟ اللہ ہی کی شان ہے جو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے تو کچھ شکر کا حق ادا ہو سکے ورنہ انسان کے بس میں نہیں۔"

پس اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بابرکت دن اپنی زندگیوں ہی میں دیکھنا نصیب فرمائے۔ آمین۔

تندرستی کے سنہری اصول

- ...... صبح سورج نکلنے سے پہلے سو کر اٹھنے اور حوائج ضروری سے فارغ ہو کر ٹھنڈے پانی سے اچھی طرح غسل کرنے سے تندرستی بڑھتی ہے۔
- ...... صبح سو کر اٹھنے پر اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ کے انگوٹھے کے نچلے حصّہ سے دو تین بار ماتھا گھِس دینے سے سر میں ہونے والی خرابیاں اور بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔
- ...... صبح سو کر اٹھنے کے بعد اور شام کو انگوٹھے کے پاس والی انگلی کو کان میں ڈال کر گھِس دینا چاہئے۔ ایسا کرنے سے کان میں کسی قسم کی بیماری نہیں ہوتی۔ اگر کان میں کوئی بیماری ہو تو اس عمل سے دُور ہو جاتی ہے۔
- ...... صبح اُٹھنے کے بعد اور حوائج ضروری سے فارغ ہونے کے بعد منہ ہاتھ دھوتے وقت پہلے مُنہ میں پانی بھر لیں اور اس کو دو تین منٹ تک بھرا رکھیں۔ نیز مُنہ اور آنکھوں پر پانی کے خوب چھینٹے دیں۔ پھر مُنہ میں بھرا ہوا پانی پھینک دیں۔ اس طرح کئی بار منہ میں پانی بھریں اور دو تین منٹ کے بعد پھینک دیں۔ اس سے منہ صاف ہو جائے گا اور منہ کے اندر کی گرمی دُور ہوگی۔ اس کے بعد دانتوں کو برابر کچھ دیر تک منجن یا داتن سے صاف کر کے خوب اچھی طرح کلّی کر ڈالیں۔ پھر زبان کو صاف کریں۔ اس عمل سے تندرستی دن بدن بڑھے گی۔
- ...... کھانے کھا کر فوراً نہ سو جانا چاہئے۔ کچھ دیر تک آہستہ آہستہ ٹہلنا چاہئے اور دل بہلاوے کی باتیں کرنی چاہئیں۔
- ...... کھانا کھانے کے بعد جسم کو تقویت دینے والے پھل کھانے چاہئیں۔ اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے، پیٹ ہلکا رہتا ہے اور تندرستی حاصل ہوتی ہے۔

(رہنمائے صحت)

اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ۔

مکرم بشیرالدین ادریس صاحب (مرحوم)

آف ''وا'' گھانا (مغربی افریقہ)

(قریشی داؤد احمد۔مبلغ مانچسٹر۔یوکے)

خاکسار کو 1992ء تا 1999ء گھانا (مغربی افریقہ) میں خدمت کی توفیق ملی۔اس دوران خاکسار نے گھانا کے دو علاقوں میں مبلغ سلسلہ کے طور پر کام کیا۔خاکسار کا پہلا سنٹر گھانا کا شمالی علاقہ ''وا'' (WA) تھا جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بڑی فعال اور مضبوط جماعت قائم ہے۔

گھانا میں قیام کے دوران اور بعد میں خاکسار کو گھانا کے بعض مخلصین کی قربانیوں اور خدمات کے ذکر کا موقع ملا۔ان مخلصین میں ''وا'' جماعت کے بزرگان شامل تھے جنہیں ابتدائی زمانہ میں بڑی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن مخالفت کا وہ دور انہوں نے بڑے صبر سے گزارا اور بڑے نامساعد حالات میں دین کے پہلو کو ہمیشہ اولیت دی۔زیر نظر سطور میں خاکسار ایک انتہائی مخلص احمدی (مرحوم) کا ذکر کرنا چاہتا ہے جو جوانی میں بھی خلوص کے انتہائی درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔

مکرم بشیرالدین ادریس مرحوم کا پہلا نام عبدالیزید ادریس تھا۔1998ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے گھانا کا دورہ کیا اور اس دوران آپ ''وا'' بھی تشریف لے گئے۔تو مکرم بشیرالدین صاحب مرحوم اس وقت قائد خدام الاحمدیہ تھے اور جماعت کے ایک مخلص ممبر تھے۔چنانچہ جب حضورؒ سے ان کا تعارف ''عبدالیزید'' کے نام سے کروایا گیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ یہ نام مناسب نہیں۔چنانچہ حضور انور نے ازراہ شفقت ان کا نام ''بشیرالدین ادریس'' تجویز فرمایا۔

جنوری 1992ء میں جب خاکسار ''وا'' پہنچا تو مکرم بشیر الدین صاحب اس وقت ریجنل قائد خدام الاحمدیہ اپرویسٹ ریجن تھے۔خاکسار کو تقریباً تین سال تک ''وا'' میں خدمت کی توفیق ملی۔اس تمام عرصہ کے دوران انہوں نے بڑے خلوص، دلی جذبہ اور محبت کے ساتھ خاکسار کے ساتھ تعاون کیا۔تقریباً روزانہ ہی اپنے دفتر سے چھٹی کے بعد یا شام کو مشن ہاؤس آجایا کرتے تھے اور ہر وقت خدمت کے لئے تیار رہتے۔ریجن کی دیگر جماعتوں کے دورہ جات کے دوران اور قریبی دیہات یا علاقوں میں تعارفی یا تبلیغی سفروں میں وہ اکثر خاکسار کے ہمسفر ہوتے۔

''وا'' شہر سے قریباً پندرہ یا بیس میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں گرپسی (Gorpicey) میں جماعت کے مویشی تھے جو زکوٰۃ کے طور پر احمدی احباب پیش کرتے تھے۔خاکسار کو اکثر مواقع پر وہاں جانا پڑتا تھا۔کئی مواقع پر رات کو بھی مویشیوں کا پتہ کرنے یا کسی مسئلہ کے حل کے لئے جانا ہوتا تھا۔مکرم بشیرالدین صاحب مرحوم اکثر اوقات اپنے ذاتی کام چھوڑ کر اپنی گاڑی لے کر آجایا کرتے تھے۔کئی دفعہ وہاں پر وقارِعمل کرنا ہوتا تھا۔تو وہ خود ربڑ کے لمبے بُوٹ پہن کر گوبر میں گھس کر مویشیوں کے باڑہ کو صاف کرتے یا مرمت کرتے تھے اور کوئی عار محسوس کرنے کی بجائے خوشی محسوس کرتے تھے۔

ایک اور وصف جو اُن کی ذات میں تھا کہ جب بھی ''وا'' سے باہر سفر پر جاتے تو جانے سے پہلے لازماً مشن ہاؤس آتے اور خاکسار کو بتا کر جاتے کہ مَیں اتنے دنوں کے لئے ''وا'' سے باہر جارہا ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کسی کام کے لئے میری ضرورت پڑے تو آپ کو پتہ چلے کہ مَیں ادھر نہیں ہوں۔

دارالحکومت ''اکرا'' کا سفر کرنا ہوتا (جہاں پر جماعت کا ہیڈکوارٹر ہے) تو بھی پوچھ کر جاتے کہ کوئی ڈاک بھجوانی ہو یا وہاں سے لے کر آنی ہو تو بتائیں۔

مرحوم یونائیٹڈ نیشن کے ایک ادارہ سے منسلک ایک NGO کے ساتھ زراعت کے شعبہ میں کام کرتے تھے۔وہاں کی ریجنل انتظامیہ کے ساتھ ان کے بہت اچھے اور دوستانہ مراسم تھے اور سب افسران اُن کا بہت احترام کرتے تھے۔

گھانا کے شمالی علاقہ میں اکثر پٹرول وغیرہ کی قلت ہوجاتی تھی تو گورنمنٹ کے ریزرو ڈپو سے پٹرول حاصل کرنا پڑتا جس کے لئے پہلے گورنمنٹ کے شعبہ پٹرولیم کے افسران سے منظوری کی چِٹ لینا پڑتی تھی وہ اپنے دفتر سے ہی افسر مجاز کو فون کرتے تھے جس سے پٹرول کا مسئلہ حل ہوجاتا تھا۔

پٹرول کے مسئلہ سے یاد آیا کہ خاکسار نے ''وا'' جا کر مشن کے ڈرائیور کی مدد سے گاڑی چلانا تو جلد سیکھ لی لیکن لائسنس حاصل نہیں کیا تھا پھر بھی کبھی کبھی گاڑی چلا لیتا تھا۔خاکسار نے بشیرالدین صاحب سے بات کی کہ مجھے لائسنس کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ لائسنس آفیسر (جو کہ عیسائی تھا) میرا دوست ہے۔چنانچہ مَیں ان کے ساتھ لائسنس آفیسر کے پاس گیا۔مکرم بشیرالدین مرحوم نے جب اس آفیسر کو اپنی آمد کا مقصد بتایا تو ایک لطیفہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔انہوں نے کہا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں اور مَیں بھی بڑا خوش قسمت ہوں جس کی وجہ بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایک روز مَیں پولیس کے ہمراہ شہر میں چیکنگ پر تھا کہ مَیں نے آپ کو گاڑی چلاتے دیکھا اور پولیس آفیسر کو کہنے ہی والا تھا کہ اس گاڑی کو روکو لیکن نہ جانے کیوں کہتے کہتے رُک گیا۔لیکن آج اُس کی وجہ معلوم ہوگئی ہے کہ اگر مَیں آپ کو روک لیتا اور جرمانہ کرتا تو مجھے جرمانہ بھی واپس کرنا پڑتا اور بشیرالدین صاحب کے سامنے انتہائی شرمندہ بھی ہونا پڑتا۔معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے مجھے اس شرمندگی سے بچانا تھا اس لئے آپ کو نہیں روکا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے لائسنس دے دیا اور کہا کہ آئیں اب آپ کی گاڑی پر شہر کا چکر لگاتے ہیں۔ایک تو آپ کی ڈرائیونگ ٹیسٹ ہوجائے گی اور دوسرے شہر میں ڈیوٹی پر موجود پولیس والوں کو پتہ چل جائے گا کہ آپ میرے دوست ہیں۔

ضمناً یہ بات عرض کردوں کہ واپس آکر اس آفیسر نے مجھے کہا کہ اگر ڈرائیونگ کے بارہ میں کوئی بات پوچھنی ہو تو پوچھ لیں۔مَیں نے کہا آپ ہی کوئی نصیحت کردیں۔اس نے کہا کہ ایک گُر کی بات یاد رکھنا کہ کبھی بھی لنک روڈ سے مین روڈ پر آتے ہوئے اگر مین روڈ پر آنے والا ڈرائیور مُڑنے کا اشارہ دے رہا ہو تو اس پر اعتماد نہ کرنا۔یہاں تک کہ وہ دائیں یا بائیں مُڑ جائے۔ہو سکتا ہے وہ پہلے سے کسی طرف مُڑنے کا اشارہ دے کر بھول گیا ہو یا عین موقع پر اپنا ارادہ تبدیل کرلے۔لائسنس آفیسر کی اس نصیحت سے مَیں آج تک مستفیض ہورہا ہوں۔

مکرم بشیرالدین صاحب مرحوم کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی تھی کہ وہ واقفین زندگی کا بڑا احترام کرتے تھے۔اور بڑے خلوص سے پیش آتے تھے۔چنانچہ خاکسار کے علاوہ ہمارے جتنے بھی لوکل مشنری تھے ان کی بھی بڑی عزت کرتے تھے اور برادرانہ سلوک کرتے تھے۔

خاکسار کو یاد ہے کہ ''وا'' میں قیام کے دوران ہمارے چار یا پانچ نوجوان لوکل مشنریز کی شادیاں ہوئی تھیں۔اس موقع پر خاکسار اور بشیرالدین مرحوم مل کر اُس مشنری اور اس کی اہلیہ کی دعوت کرتے تھے۔''وا'' شہر کے مضافات میں ایک ہوٹل ''اَپ لینڈ'' (Up Land Hotle) میں انتظام کرتے تھے جس میں دوسرے مشنریز کو بھی بُلاتے۔وہ خود بھی اپنی فیملی کے ساتھ بڑے اہتمام سے اس میں شامل ہوتے۔یہ مختصر تقریبات بڑی یادگار ہوتی تھیں۔خاکسار کو ان کا مسکراتا چہرہ آج بھی یاد آتا ہے تو سارے مناظر ایک ایک کرکے آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔

بشیرالدین مرحوم ریجنل قائد خدام الاحمدیہ اور ریجنل اصلاحی کمیٹی کے ممبر ہونے کے لحاظ سے تمام میٹنگز میں شامل ہوتے تھے۔خاکسار نے ہمیشہ نوٹ کیا کہ وہ بڑے صائب الرائے شخص اور بڑی مثبت سوچ کے مالک انسان تھے۔اور بڑے تحمل مزاج اور بُردبار تھے۔

مرحوم کی بہت سی خوبیاں ہیں اگر ان کا ذکر کروں تو مضمون بہت لمبا ہوجائے گا۔2007ء میں اچانک بیمار ہوئے اور انتہائی مختصر علالت کے بعد قریباً 52 سال کی عمر میں خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مَیں فانی تو بھی فانی سب ہیں فانی دھر میں
اک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دھر میں

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجہ عطا فرمائے۔اور ان کی بیوہ اور بچوں کو اپنی رحمتوں اور فضلوں کے حصار تلے رکھے۔اور اُن کے بچوں کو اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت سے محبت اور خلوص میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

اونٹوں کی مدد سے راجن پور تک پہنچادیتے ہیں۔راجن پور کے قصبے فاضل پور کے نواحی علاقہ جات اس کے سب سے بڑے مراکز ہیں اور یہاں سے اسلحہ دریائی راستوں سے شہری علاقوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ڈیرہ بگٹی سے زیادہ تر اسلحہ بدنام زمانہ ڈاکو مرید انکانی کے ذریعہ آرہا ہے جس نے آگے سَب ڈیلر رکھے ہوئے ہیں۔راکٹ لانچرز جو آج سے تین چار سال قبل 70 ہزار روپے تک آتا تھا آج کل افغان جنگ میں اسلحہ کی فراوانی کی وجہ سے بہت سستا ہوگیا ہے۔نئے پیکج کے تحت چھ راکٹ لانچر بمعہ گولے پورا سیٹ صرف 40 ہزار روپے میں دستیاب ہیں۔پانچ ہزار روپے پہنچانے والا لیتا ہے۔یوں ضلع راجن پور کے کسی بھی علاقہ میں 45 ہزار روپے خرچ کرکے چھ راکٹ لانچر بمعہ گولے منگوائے جاسکتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس کے بعض افسر بھی اسلحہ کی ترسیل میں معاونت کرتے ہیں۔یاد رہے کہ جب پچھلے دنوں ڈیرہ بگٹی میں بلوچ لبریشن آرمی کے خلاف آپریشن جاری تھا تو اس دوران بھی حساس اداروں نے بارڈر ملٹری پولیس کے کچھ افسروں کو حراست میں لیا جن پر الزام تھا کہ وہ باغیوں کو اسلحہ سپلائی کرتے ہیں۔ذرائع کے مطابق غازی برادران نے گزشتہ چھ ماہ کے دوران بلوچستان کے علاقہ ''یارو'' سے ڈیرہ غازیخان کے علاقہ سخی سرور کے راستے کلاشنکوفوں کی گولیوں کی متعدد پیٹیاں منگوائی تھیں۔یہ تمام گولیاں بلوچستان سے ٹماٹر لانے والے ڈالوں میں لوڈ کرکے اسلام آباد تک پہنچائی گئیں اور پولیس کی چیک پوسٹیں اسلام آباد تک پہنچنے والے اسلحہ کی ایک گولی بھی نہ پکڑ سکیں''

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: 020 8875 4321

Fax Number: 020 8870 5234

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب

حضرت مولانا عبدالمالک خانصاحب کے ذکرخیر پر مشتمل آپ کی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا ایک بہت عمدہ مضمون روزنامہ ''الفضل'' 21 و 22 جون 2006ء میں شامل اشاعت ہے۔

جب خشک پتے سڑک پر اور نئے پتے درختوں پر نظر آتے ہیں تو مجھے اپنے ابا جان کی آواز کی بازگشت سنائی دیتی ہے کہ جو پتے درخت سے چمٹے رہتے ہیں وہ سرسبز وشاداب رہتے ہیں اور جو ٹوٹ کر الگ ہوجاتے ہیں وہ خس وخاشاک بن جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح خلافت بھی ایک تناور درخت ہے اس سے ہمیشہ پیوند مضبوط رکھنا۔ پھر پھلدار درخت دیکھتی ہوں تب بھی ابّا کی یہ بات یاد آتی ہے کہ ثمردار شاخ جھکی رہتی ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان کا سلوک کرتا ہے تو انہیں عاجزی اور انکساری سے جھکے رہنا چاہیے۔

جب میں پیدا ہوئی تو حضرت مصلح موعودؓ بیمار تھے اور نام عطا فرمانے کی درخواست کا جواب نہ پہنچا یہاں تک کہ کارپوریشن میں نام درج کرانے کی آخری تاریخ آ پہنچی۔ ابّا جان نے کہا کہ میں حضرت امّاں جان کے نام پر اپنی بچی کا نام رکھتا ہوں اور اگلے دن حضور کی طرف سے بھی یہی نام تجویز ہوکر آ گیا۔

ایک دفعہ میں ابّا کے ساتھ جا رہی تھی کہ ایک چھوٹے بچے کو دیکھ کر ابّا جان نے اسے پیار کیا ایک روپیہ جیب سے نکال کر دیا اور دعا کیلئے کہا۔ میں ہنس پڑی تو کہنے لگے یہ مسیح پاکؑ کے خاندان کا بچہ ہے، مجھے اپنے کام کیلئے بہت دعا کی ضرورت تھی اور بڑے وقت پر یہ بچہ مل گیا۔ اس طرح انہوں نے خاندان مسیح موعودؑ کی عظمت بچپن سے دل میں بٹھادی۔ اسی سلسلہ میں ایک اور واقعہ یہ ہوا کسی نے خاندان مسیح موعودؑ پر کچھ تنقید کی۔ ابّا جان کا وہ جلالی چہرہ مجھے کبھی نہیں بھولے گا۔ کہا کہ آج کے بعد عبدالمالک کے گھر میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں ہوگا۔ پیارے کی تو ہر چیز بڑی پیاری ہوتی ہے اگر مسیح پاک سے سچی محبت ہے تو رورو کر ان کے بچوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

جب مَیں اپنی پہلی تقریر میں اوّل آئی۔ انعام سے زیادہ خوشی مجھے زندگی کے اس پہلے سجدۂ شکر کی تھی جو ابّا نے مجھے سکھایا۔ حضورِ اقدس کی خدمت میں سب سے پہلا خط لکھنا سکھایا اور خلیفہ کی دعا کی اہمیت روشن کی۔

مجھے کانونٹ میں داخلے کی اجازت دی جو تثلیث کا مرکز تھا۔ میرے ساتھ عیسائی، ہندو اور بہائی لڑکیاں بھی پڑھتی تھیں۔ میرے دماغ میں مذاہب کے بارہ میں سوالات ابھرتے تھے۔ ٹٹول کر سوالات نکلواتے اور پھر تحمل سے ہر سوال کا جواب دیتے۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی کے مطب پر اکثر کئی کئی گھنٹے دعوت الی اللہ میں گزارتے۔

ایک طرف ایسی محبت تھی کہ عید پر اگر مجھے دو جوتیاں پسند آگئیں تو دونوں لے دیں۔ دوسری طرف قناعت اتنی سکھائی تھی کہ پیدل چل کر بس کا کرایہ بچا کر کوئی چیز خرید لیتی تھی تاکہ والدین پر بوجھ نہ ہو۔ ہمارا گھر ٹپکتا تھا۔ صحن اونچا اور کمرے نیچے تھے۔ تیز بارش میں کمروں میں اتنا پانی بھر جاتا تھا کہ برتن تیرنے لگتے تھے اور ہم ڈونگوں سے پانی نکالتے تھے۔

ابا جان کی شادی کے معاً بعد 6 ماہ کے عرصہ کے لئے کسی وجہ سے مربیان کے مشاہرے نہ دئے جاسکے اور یہ نو بیاہتا جوڑا پتھر کی سل کے گرد بیٹھ کر چٹنی سے روٹی کھایا کرتا تھا۔ گھر میں مارملیڈ اور ٹماٹر کا کیچپ امّی خود بنایا کرتی تھیں اور سب بچوں کو ساتھ لگالیتی تھیں۔

ایک دفعہ میں بیمار ہوکر ہسپتال میں داخل ہوگئی۔ میری عمر دس سال کی تھی۔ آپ غانا میں تھے۔ وہاں سے مجھے خط لکھا کہ تمہاری امّی نے تمہاری بیماری کی تفصیل نہ لکھّی اس لئے کہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ اُس وقت اطلاع دی جب تمہارا بخار ٹوٹ گیا تھا۔ آج ہی الفضل ملا، اس میں لکھا تھا کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو گردے میں کوئی تکلیف ہے۔ تم اُن کے لئے دعا کرنا شروع کردو تم انشاءاللہ اچھی ہوجاؤ گی اور اُن کو بھی اللہ تعالیٰ شفا دے گا اور تمہاری معصوم دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔

F.Sc. کا سال تھا کہ میری امّی بیمار ہوگئیں اور دو ماہ ہسپتال میں داخل رہیں۔ بڑی بہنوں کی شادی ہوچکی تھی۔ ابّا جان نے گھر کے کام کاج میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اس سال ابّا جان نے مجھے رسالہ الوصیّت پڑھنے کو دیا اور میں نے وصیت کرلی۔ سترہ سال کی عمر میں مجھے اکیلے ہاسٹل میں رہ کر میڈیکل کالج میں پڑھنا پڑا۔ ابا جان نے مجھے صرف یہ نصیحت کی کہ "وہاں کھڑی ہونا جہاں خدا کھڑا ہو"۔

ایک بار آپ نے مجھے خط میں لکھا: طالب علم کے لئے سفر بھی بابرکت ہے۔ ملائکۃ اللہ کا سایہ طالبعلم پر ہوتا ہے۔ اس کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے طِب سفر کرکے پڑھی خدا نے حضور کو توکل کرنے کے عوض کس قدر ترقی دی۔

ایک دفعہ ربوہ میں آپ عصر کی نماز پڑھ کر آئے تو بہت خوش تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ کسی صاحب نے حضور سے میری شکایت لکھی تھی کہ مولوی صاحب نے فلاں جگہ تقریر کی اور بار بار حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کہتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام لینے سے کتراتے رہے۔ اس پر حضور نے رپورٹ مانگی۔ میں نے جھٹ کہا بھلا یہ کیا شکایت ہوئی آخر وجود تو ایک ہی ہیں۔ کہنے لگے بس تم ہوتیں تو یہ جواب لکھتیں۔ لیکن پہلے میں نے بہت دعا کی پھر حضور کے نام خط میں مؤدبانہ عرض کیا کہ " حضور اس عاجز کے لئے بہت دعا کریں کہ آئندہ پیارے مسیح موعود کی پیاری جماعت کے کسی پیارے فرد کو میرے کسی قول یا فعل سے تازیست کوئی تکلیف نہ پہنچے"۔ اب عصر کی نماز پر حضور تشریف لائے تو ہاتھ پکڑ کے آگے کھینچا اور معانقہ کیا۔ اسی لئے میں اتنا خوش آیا ہوں۔

جب میں ہاؤس جاب کرنے جانے لگی تو چونکہ مجھے میڈیسن اچھی لگتی تھی اس لئے اسی میں ہاؤس جاب کرنے کا فیصلہ کیا۔ جانے سے ایک رات پہلے مَیں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ میں سوچ رہا تھا کہ لڑکیوں کے لئے گائنی جاننا ضروری ہے، آس پڑوس کو ہی ضرورت پڑسکتی ہے اس لئے اگر تم ہاؤس جاب گائنی میں کرلیتی پھر آگے مزید تعلیم جس شعبہ میں چاہتی کرلیتی۔ میں نے فوراً کہا ابّا جان جیسا آپ چاہیں گے میں انشاءاللہ ویسا ہی کروں گی۔

ہاؤس جاب ختم کرکے انگلستان جانے کا وقت آیا تو ابّا جان نے مجھے سورۃ مریم کی تفسیر پڑھنے کو دی اور عیسائیت سے متعلق چند مضامین بھی۔ ایک صاحب نے ابّا سے کہا کہ آپ نے اپنی لڑکی کو پڑھایا لکھایا اور پھر فوراً باہر بھی بھیج رہے ہیں، کچھ عرصہ تو اس کو کمانے دیتے تاکہ آپ کو فائدہ ہوتا۔ ابّا جان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، کہنے لگے کیا میں نے اپنی بیٹی کی کمائی کے لئے اسے ڈاکٹر بنایا تھا؟ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نافع الناس وجود بنائے۔ ہاؤس جاب کی پہلی تنخواہ میرے والدین نے مساجد بیرون میں دلوادی۔

لندن میں جلد ہی ابتدائی امتحان پاس کرکے گھر بیٹھ گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملنے گئی تو حضور نے پوچھا آگے کیوں نہیں پڑھتیں۔ ابّا جان کہنے لگے حضور اس کی پانچ ماہ کی بیٹی ہے۔ فرمانے لگے بیٹی مولوی صاحب پالیں گے۔ ابّا جان نے کہا کہ حضور میں نے بھی یہ تجویز اسے دی تھی مگر یہ ماں ہے اس لئے بچی کو نہیں چھوڑتی۔ اس پر حضورؒ کے چہرے پر ایک پُرشفقت مسکراہٹ ابھری اور فرمایا کہ تم بچی کو پاکستان بھیج دو اور گائنی میں اسپیشلسٹ کی ڈگری کیلئے تعلیم حاصل کرو پھر بتاؤں گا کیا کرنا ہے۔ اور یوں 5 ماہ کی ندرت ابّا جان کی پانچویں بیٹی بن کر میرے والدین کے گھر آ گئی۔

میرا آخری امتحان تھا۔ آپا منصورہ بیگم صاحبہ فرماتی تھیں کہ تمہارے ابّا نے اتنی عاجزی کا خط لکھا کہ اس خادم زادی کا فلاں تاریخ کو امتحان ہے دعا کی درخواست ہے۔ فرماتی تھیں کہ میں نے کوئی سجدہ نہیں چھوڑا کہ کس طرح خانصاحب نے مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اسی طرح ابّا جان نے بعض گھروں کے دروازے پر دستک دے کر دعا کی درخواست کی۔

ابّا جان اپنے جماعتی کاموں اور تقاریر کے لئے ضرور دعا کے لئے کہتے تھے خاص طور پر جلسہ سالانہ کی تقریر کے لئے۔ حضور سے ملاقات کے لئے جانا ہوتا تو بہت ڈرتے تھے۔ خود بھی دعا کرتے اور ہم سے بھی کرواتے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار کا اس قدر تعلق تھا ان کی دعاؤں اور عبادات میں نہایت عاجزی اور رقت ہوتی جلدی سوجاتے تھے اور تہجد پر اٹھتے۔ میں کبھی کبھی تہجد پر اٹھ کر ابّا جان کو دیکھا کرتی تھی۔

ابّا جان کو میں نے بہت صائب الرائے پایا۔ جس کسی کے بارے میں اچھی رائے دی ویسا ہی تجربہ ہوا۔ منفی رائے نہیں دیتے تھے چپ ہو جاتے تھے۔ جماعت کی املاک اور سلسلے کے پیسوں کا بہت درد رکھتے تھے۔ اور ہمیں بھی اس کی تاکید کرتے رہتے۔ میں جب فضل عمر ہسپتال آکر کام کرنے لگی تو مجھے علم ہوا کہ کارکنوں کو دوائی ہسپتال فراہم کرتا ہے لیکن آپ دوائی خریدا بھی کرتے تھے اور موقف یہ تھا کہ اگر میری اولاد کرسکتی ہے تو میں سلسلہ پر بوجھ کیوں ڈالوں۔

پہلے مجھے یہ اندازہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ میرے مستقبل کے بارہ میں جو فیصلہ فرما چکے ہیں، اس کا علم ابّا جان کو بھی ہے۔ جب حضورؒ کی وفات ہوگئی تو مَیں نے اباجان سے اس بارہ میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ جب میری سپیشلائزیشن مکمل ہوجائے گی تب وہ بتائیں گے کیونکہ حضورؒ کا یہی منشاء تھا۔ لیکن جب جلد ہی آپ بھی حادثہ کے نتیجہ میں فوت ہوگئے تو میں ذہنی طور پر بکھر گئی۔ آخر خاص دعا کی توفیق ملی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دوسری طرف اللہ کا کرنا کیسا تھا کہ میرے سامنے ایسی تحریریں آئیں جو اس سے قبل میں نے نہیں پڑھی تھیں۔ مجھے میرے دادا جان (حضرت مولانا ذوالفقار علی خاں گوہر) کے کچھ اشعار ملے جو لگتا تھا میرے لئے لکھے گئے ہوں۔

تمہارے سامنے ہیں کارنامے عہدِ اُولیٰ کے
پڑھے ہیں اور سنے ہیں تم نے سب قصّے صحابہ کے
ملے انعام ان کو کس طرح سب دین و دنیا کے
یونہی وارث بنو تم آگے بڑھ کر فضلِ مولیٰ کے
خدا کے دین کی خدمت تمہیں کندن بنا دے گی
تمہارے نام کا دنیا میں پھر سِکہ بٹھا دے گی

ایک اور تحریر الفضل میں چھپی جس میں دادا جان نے اس سپاسنامے کا جواب دیا تھا جو ان کو ناظر اعلیٰ کی حیثیت سے الوداعی تقریب میں پیش کیا گیا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں تو پیرانہ سالی میں خدمتِ دین

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 اپریل 2006ء میں شائع ہونے والی مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک طویل خوبصورت نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ نظم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ قادیان کے موقع پر کہی گئی۔

بہت ارمان تھا دل میں کہ ہم دارالاماں جاتے
اجازت ہم کو مل جاتی تو ہم بھی قادیاں جاتے
منارۃ المسیح کو دیکھتے سجدے بجا لاتے
بچا کر کب سے جو رکھے تھے وہ آنسو بہا آتے

تمہارے دیکھنے کو بس ترستی ہی رہیں آنکھیں
بہت آنسو بہائے ، بس برستی ہی رہیں آنکھیں
ہم ان لمحوں کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھے
پئے دیدار راہوں پر لپکتی ہی رہیں آنکھیں

اُسے کہنا بہت مجبور تھے ہم جا نہیں پائے
تمہاری بھی تھی مجبوری کہ ربوہ آ نہیں پائے
دیار قادیاں بہر عقیدت جان حاضر ہے
تھی آخر مصلحت کیا کوئی بھی سمجھا نہیں پائے؟

میں آیا میری خواہش اور دعا ہے کہ میری نسلیں جوانی میں اللہ کی راہ میں آئیں اور اس کا حظ اٹھائیں۔

ٹریننگ مکمل ہوتے ہی اس خیال نے اتنی پختگی حاصل کر لی تھی اور میرے دل و دماغ پر اتنا حاوی ہو گیا تھا کہ میں نے بغیر کسی سے مشورہ لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں ایک سال کے وقف کی پیشکش کر دی۔ حضور کا جواب ملا: ''آپکا خط مورخہ 17-01-85 معہ ڈگریاں وغیرہ ملا۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس جذبہ سے سرشار فرمایا ہے اس کو عملی رنگ دینے کی توفیق دے۔ بہت ضرورت تھی۔ خود اس لئے نہ کہا تھا کہ آپ کو مجبوری ہو گی۔ آپ کے والد صاحب کی بھی یہی خواہش تھی۔ ایک سال تک کام کریں پھر دوبارہ فیصلہ کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمتِ خلق کرنے کی توفیق دے۔''

اس ناچیز کی زندگی کا ماحصل یہ ٹھہرا کہ اللہ کے فضلوں کے سائے تلے ماں کی خواہش پر ڈاکٹر بنی، والد کی خواہش پر گائنی لی، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی منشاء پر اسپیشلسٹ بنی، ان دونوں کی خواہش اور دعائیں مجھے وقف کی زندگی میں گھیر لائیں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ماڈل ہسپتال کی خواہش پوری کرنے کیلئے سرگرداں ہوں۔ خدا خلافتِ خامسہ سے بھی مضبوط تعلق رکھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

مذکورہ مضمون پڑھنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مضمون نگار کو ایک خط رقم فرمایا جو روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2؍اگست 2006ء کی زینت بنا۔ اس خط میں حضور انور نے تحریر فرمایا:

''......آپ کے مضمون سے مجھے بھی خیال آیا کہ ان کی دو ایسی خصوصیات جن کے بارے میں مجھے ان سے براہ راست علم ہوا اور کیونکہ یہ دو باتیں انہوں نے میری بالکل نوجوانی میں مجھے بتائی تھیں اس لئے میرے دل پر اثر کرنے اور ان کا مقام میری نظر میں بلند ہونے کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں میرے کام بھی آئیں۔ ایک تو ذاتی ہے جس کا ہر واقف زندگی کو خیال رکھنا چاہئے اور دوسری بات جماعتی نوعیت کی ہے۔ اگر تمام واقفین زندگی اور عہدیدار اس پر عمل کریں تو جماعتی امور بہت بہتر رنگ میں سرانجام دیئے جاسکیں۔

زمانہ طالب علمی میں جب میں یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ ایک غیر احمدی زیر تبلیغ طالب علم کے ساتھ حضرت مولانا صاحب کے پاس گیا تو یا تو اس طالب علم کے سوال پوچھنے پر کہ واقف زندگی کس طرح گزارہ کرتے ہیں یا کسی اور حوالے سے ذکر آنے پر وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور قناعت کی بات کر رہے تھے اور اگر کبھی موقع آجائے تو صبر اور قربانی کا ذکر تھا۔ فرمانے لگے اگر کبھی ایسا موقع آیا کہ ہمیں اپنے بچوں کی خاطر قربانی دینا پڑی تو ہم میاں بیوی نے روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کر لیا لیکن اپنے بچوں کو اچھا پڑھایا اور کھلایا تا کہ ان کو احساس نہ ہو کہ واقف زندگی کے بچے ہیں۔ اور اس وقف زندگی کے بعد کے پھل جو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو لگائے مجھے امید ہے اس سے آپ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے بھرے ہوں گے۔

دوسرا واقعہ جو مجھے انہوں نے بتایا اس کا تعلق جماعت کے انتظامی معاملہ اور مبلغ اور امیر کے تعلق کے ساتھ ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ مربیان کی میٹنگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ ہو رہی تھی۔ تو حضور فرمانے لگے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مبلغ اور امیر کے آپس کے تعلق اور Understanding اعلیٰ معیار کی کیوں نہیں ہوتی اور تمام مبلغین اور تمام امراء اس طرح آپس میں مل جل کر کام کیوں نہیں کرتے جس طرح عبداللہ خان صاحب اور عبدالمالک خان صاحب کرتے ہیں۔...... آپ واقعی بارعب تھے اور جس کا واسطہ ان سے نہ پڑا وہ انہیں بڑا غصیلہ سمجھتا تھا یا سنجیدہ سمجھتا تھا۔ یہی میرا بچپن کا تاثر تھا۔ لیکن جب ان سے واسطہ پڑا تو پتہ لگا کہ کس قدر نرم دل، نرم مزاج اور شگفتہ طبیعت کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔''

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

جانوروں کی دنیا

روزنامہ ''الفضل'' 23 جون 2006ء میں ایک مضمون ہومیو ڈاکٹر مقبول احمد صدیقی صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے جس میں جانوروں کی دنیا سے وہ دلچسپ حقائق بیان کئے گئے ہیں جن کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہومیوپیتھی کلاسز میں کیا گیا تھا۔

چمگادڑ

''کان کی حس کے لحاظ سے سب سے زیادہ تیز حس جانور کونسا ہے جو باریک ترین آوازوں میں فرق کرتا ہے۔ دو چیزیں ہیں ایک چمگادڑ جس کی آنکھ اتنی کمزور ہوتی ہے کہ اس کو کچھ نظر ہی نہیں آتا وہ آواز کی Reflection کی رفتار سے اندازہ کرتی ہے کہ سامنے کوئی چیز ہے جس سے ٹکر لگ سکتی ہے اور بعض دفعہ وہ اس تیزی سے دیوار کی طرف جا رہی ہوتی ہے کہ آدمی سمجھتا ہے کہ یہ ابھی ٹکرا کے مر کے گر جائے گی اور ایک انچ دور سے وہ اچانک پلٹتی ہے۔ یہ اس کی جو آواز کی غیر معمولی حس ہے وہ ڈائریکشن اور فاصلے سب کچھ اسے بتا رہی ہوتی ہے''۔

اُلو

کان کی حس کی تیزی میں اُلو بھی شامل ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں: ''اُلو کی حس اتنی تیز اور اتنی درست ہے کہ رات کے اندھیرے میں گہری تاریکی میں، گھاس کے نیچے، پتوں کے نیچے کوئی چوہا چلے کوئی جانور چلے تو اس کو یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ کس ڈائریکشن میں ہے کتنے فاصلے پر ہے پنجہ کہاں گاڑنا ہے اور سیدھا اترتا ہے۔ اس کی پرواز میں آواز نہیں ہوتی اس لئے اس کا جو شکار ہے اس کو پتہ نہیں لگتا کہ کب کوئی چیز آئی ہے اور بالکل صحیح ڈائریکشن میں اپنے پنجے وہیں رکھتا ہے جہاں وہ جانور ہے اور اڑ کر واپس اپنی شاخ پر آجاتا ہے۔ یہ عجیب خدا کی شان ہے کہ کانوں سے پورے اندھیرے میں، ڈائریکشن، فاصلے بالکل صحیح کتنا نیچے ہے، کس طرف ہے اور دماغ میں کیا پہنچی ہے صرف ایک سرسراہٹ ہے اس کی الیکٹریکل فارم پہنچی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے''۔

چھچھوندر

''لینڈ مارک جانوروں نے بھی بنائے ہوتے ہیں۔ کیڑی بھی لینڈ مارک بناتی ہے۔ صحرا میں جگہ جگہ باریک باریک چھوٹے سے لینڈ مارک بناتی ہے بعض جانور اپنے لعاب اور گند درختوں پر ملتے جاتے ہیں۔ ایک جانور تیس تیس میل تک اپنی بدبو کے ذریعے واپس آجاتا ہے۔ یہ بدبو عام آدمی کیلئے ناقابل برداشت ہوتی ہے مگر وہ جانور اس کے ذریعے سے واپس آجاتا ہے''۔

''برسات کے دنوں میں پاکستان میں یا انڈیا میں بعض دفعہ باورچی خانوں یا غسل خانوں میں ایک چھچھوندر پھر جاتی ہے اور بدبو برداشت سے باہر ہو جاتی ہے اور یہ بدبو قدرت نے ان کو خاص مقصد کے لئے دی ہوئی ہے۔ کیونکہ چھچھوندر کی آنکھیں کمزور ہوتی ہیں اور وہ اپنے راستے بدبو سے Trace کرتی ہے اور بعض جانور ہیں مثلاً بڑے جانور ان میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے مسکن سے تیس تیس چالیس میل دور رات کو نکل جاتے ہیں اور ہر درخت کے اوپر کچھ عرصہ کے بعد تھوڑا سا پیشاب کرتے ہیں محض نشان ڈالنے کے لئے اور اس میں ایسی خاص بدبو ہوتی ہے جو کسی اور جانور میں نہیں ہوتی اور اس طرح واپسی پر مکمل سڑک Trace کر جاتے ہیں۔ ہر چیز میں اللہ نے حکمت رکھی ہوئی ہے۔''

پرندے

''پرندوں پر بہت ریسرچ ہوئی ہے وہ جو سالانہ ان کے دورے آتے ہیں۔ انہوں نے جنوب کی طرف حرکت کرنی ہے، شمال کی طرف حرکت کرنی ہے اتنا تو ان کا دماغ ہوتا ہی نہیں کہ وہ سوچ لیں کہ اب یہ ہو گیا ہے وہ سب کمپیوٹر ہیں ان کے اندر''

پھر حضورؒ نے ریسرچ کرنے والے ماہرین کے حوالہ سے فرمایا: ''انہوں نے ان (پرندوں) کو اندھیروں میں بالکل علیحدہ کر دیا ایسے پنجرے بنائے جن کی ڈائریکشن کا ان کو پتہ نہیں تھا اور اندھیروں میں مختلف وقتوں میں ان کی شکلیں بھی بدلتے رہے تا کہ ایک جگہ بیٹھنے کی عادت دوسری جگہ میں تبدیل نہ ہو اور جب وہ دور آیا تو بلا استثناء وہ سارے پنجروں کے ان حصوں میں چلے گئے جو جنوب کی طرف تھے کیونکہ ان کی جنوبی حرکت کے دن آ گئے تھے۔ اس طرف سمٹ گئے جس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر کوئی گھڑی بنائی ہوئی ہے ایسی کہ اس گھڑی کا ہمیں پتہ نہیں چلا۔ ابھی تک انسان کو کچھ پتہ نہیں کیسے کام کرتی ہے لیکن وقت پہ وہ چلتی ہے۔ الارم بھی بجاتی ہے اور از خود سمت بھی بتاتی ہے۔ آج تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ جانوروں کو سمت کا کس طرح پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنی پوری ہوش کے ساتھ فضا میں اڑ کے کسی ایک سمت میں ان کو کہیں کہ جاؤ اور اوپر سے بادل ہوں اور ستارے بھی نہ ہوں، سورج کا بھی پتہ نہ چلے ناممکن ہے کہ انسان اس جہت میں چلے اور بغیر غلطی کے چلے جس جہت میں اس نے جانا ہے۔''

شہد کی مکھی

''شہد کی مکھی وغیرہ میں بھی سمت کی جو سینس (Sense) ہے سمت کو معلوم کرنے کا اندرونی نظام بہت ہی باریک در باریک ہے جس پر ابھی تک انسان کی رسائی نہیں ہوئی لیکن علم میں آچکا ہے کہ جانور جو کام کرتے ہیں ان کے اندر اس کی ہمت موجود ہے، صلاحیت اور حیرت انگیز صلاحیت ہے۔''

ٹڈیاں

''چھوٹے چھوٹے پرندے یہاں کے ٹڈیاں وغیرہ یہ کئی ہزار میل چلتی ہیں اور ان کو پتہ ہے کہاں جانا ہے ہمیشہ وہیں نکلیں گی۔ جس Oasis میں انہوں نے بسیرا کرنا ہے کچھ دیر کے لئے بڑے بڑے ریگستان کے سفر طے کرتی ہیں یہ چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں جیسی اور جس Oasis میں کبھی جاکے ٹھہری تھیں وہاں جو آدمی Watch کرے ان کو پہنا دیا جائے نشان وغیرہ تو عین اسی جگہ واپسی پر بھی قدم رکھ کر پھر گزریں گی آگے اور اگلے سال پھر اسی Oasis میں جا کر اپنا بسیرا کر کے جو غذا وہاں ملتی ہے کھا کر پیٹ بھر کے اگلے سفر کی تیاری۔ ہر سفر سے پہلے کچھ پیٹ بھرتی ہیں اور چونکہ سردیوں میں ان کو جہاں غذا کم ملتی ہے بعض ایسی ہیں جن کو سردیوں میں یہاں غذا ملتی ہے جو گرمیوں میں سفر شروع کرتی ہیں۔ ان پہ سردیوں میں چربی چڑھ چکی ہوتی ہے وہ پھر ساری پگھل جاتی ہے رستے میں ٹھہرتی ہیں تھوڑا سا Refill کرنا پڑتا ہے لیکن جو وقت ہے اس کا بھی ان کو پتہ ہے اس سے زیادہ ہم نے یہاں نہیں ٹھہرنا۔ یہ نہیں کہ وہاں ٹھہر ہی جائیں۔ اگر چوبیس گھنٹے کا سٹاپ ملا ہوا ہے ان کو ادھر تو چوبیس گھنٹے کے اندر ضرور چل پڑیں گی چاہے رستے میں بھوک سے نڈھال ہو کے مر مر کے گرنا شروع ہو جائیں لیکن چلنا ضرور ہے۔ وہ جو کلاک ہے وہ اپنا کام کرتا ہے۔ تو یہ ساری باتیں ہومیوپیتھک طریق پہ یقین بڑھانے کے لئے ضروری ہیں اور اس لئے ضروری ہیں کہ یہ ہومیوپیتھک کوئی اتفاقی حادثہ یا کوئی تماشا نہیں ہے بلکہ اس خدا کی طرف سے ایک نظام جاری ہے جس نے یہ ساری چیزیں بنائیں۔ جس نے ایسا باریک نظام بنا کے رکھا ہوا ہے اس نے رسائی کا نظام ضرور کوئی بنایا ہو گا ورنہ یہ عجیب بات لگتی ہے کہ اتنا حیرت انگیز نظام دفن کر دیا اور اس سے استفادہ کا کوئی نظام نہ بنایا ہو۔ پس یہ ہومیوپیتھی ایک قسم کی الہامی ہے جو اس دور میں خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے جاری کی ہے تو آپ نے پیغام صحیح دینا ہے پھر اللہ نے چاہا تو باقی کام جسم کرے گا۔''

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 اپریل 2006ء میں شائع ہونے والی مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی نظم بعنوان ''یارِ دلنشیں'' سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

خدا کرے کہ کٹے زیست اس مکیں کی طرح
کہ جس کا قول و عمل ہو کسی امیں کی طرح
رہ حیات میں دیکھے ہیں یوں تو لاکھ حسیں
نہیں ہے کوئی بھی اس یار دلنشیں کی طرح
میں ایک خواب ہوں میرا کوئی وجود کہاں
اُسی کا قرب مرے ساتھ ہے یقیں کی طرح

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27 مارچ 2006ء میں شائع ہونے والی مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ نظم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ قادیان کے موقع پر کہی گئی۔

کچھ بے کلی بھی دل کی چھپائی نہ جاسکی
کچھ لب پہ دل کی بات بھی لائی نہ جاسکی
روشن سوا تھا ماہ سے وہ رخ دم وصال
وہ نُور تھا کہ آنکھ اٹھائی نہ جاسکی
بعد از وصال بڑھ گیا کچھ اس طرف بھی شوق
اور اس طرف بھی دل کی دہائی نہ جاسکی
سینچا ہے نخل وصل کو تو چشم تر نے ، پر
اشکوں سے من کی پیاس بجھائی نہ جاسکی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
9th November 2007 – 15th November 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 9th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 MTA Variety
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 162, Recorded on 16th May 1996.
02:45 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
03:35 Al Maa'idah: a cookeryprogramme teaching how to prepare a variety of dishes.
03:55 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 197, recorded on 6th May 1997.
05:20 Rang-e-Bahar: a poetry recital with various poets on the occasion of Ansarullah sports rally 2007.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor, recorded on 16th April 2005.
08:05 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 95.
08:30 Siraiki Service: a discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 55 recorded on 27th October 1995.
10:20 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:25 Dars-e-Hadith
14:40 Bengali Reply to Allegations
15:35 Seerat Sahaba Rasool (saw)
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Spotlight: an interview with Qamer Ahmad Sherma.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 95
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. recorded on 02/11/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: programme documenting the Ottawa winter festival in Canda.
22:50 Urdu Mulaqa'at: session 55 [R]

Saturday 10th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 95
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 169, Recorded on 4th June 1996.
02:35 Spotlight: an interview with Qamer Ahmad Sherma.
03:30 Friday Sermon: recorded on 09/11/07.
04:55 Urdu Mulaqa'at: session 55
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 20th November 2004.
08:15 Tahir Heart Institute: documentary about the Tahir Heart Institute in Rabwah, Pakistan.
08:30 Friday Sermon: rec. 09/11/07 [R]
09:30 Qur'an Quiz
09:55 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:00 Rang-e-Bahar: a poetry recital
16:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 08/12/1996. Part 2.
17:30 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
17:55 Australian documentary: Birds of Australia.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. recorded on 03/11/07.
20:30 International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Tahir Heart Institute [R]
22:20 Qur'an Quiz [R]
22:45 Friday Sermon: rec. 09/11/07 [R]

Sunday 11th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 170, Recorded on 5th June 1996.
02:40 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
03:05 Tahir Heart Insitute
03:40 Friday Sermon: rec. 9th November 2007.
04:40 Rang-e-Bahar: a poetry recital
05:25 Australian documentary: birds of Australia
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 18th April 2004.
08:10 Eid Sermon: Eid sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th October 2007.
08:55 Discussion programme: a discussion programme on the topic of Jihad.
10:15 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 24th August 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:05 Friday Sermon: Rec. 9th November 2007.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:15 Eid Sermon [R]
17:00 Learning Arabic: lesson no. 26.
17:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. Recorded on 04/11/07.
20:30 MTA International News Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Eid Sermon [R]
22:50 Discussion [R]

Monday 12th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 171, Rec. 6th June 1996.
02:00 Friday Sermon: rec. 9th November 2007.
03:00 Discussion programme on the topic of Jihad
04:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995.
05:15 Discussion programme on the topic of Jihad [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 29th April 2007.
08:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 74
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 13, Recorded on 01/12/1997.
09:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th September 2007.
10:55 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion programme on the topic of the holy wars.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 07/09/2007.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:05 Jalsa Salana Qadian 2006: Opening session
16:55 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:55 Medical Matters: health programme
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 172, Rec. 11th June 1996.
20:25 MTA International Jama'at News
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Ghazwat-e-Nabi (saw)

Tuesday 13th November 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 74
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 172, Rec. 11th June 1996.
02:30 Friday Sermon: rec. 7th September 2007.
03:35 Rencontre Avec Les Francophones
04:45 Medical Matters
05:25 Jalsa Salana Qadian 2006
06:00 Tilaawat, Dars & MTA News
07:15 Children's class with Huzoor recorded on 18th February 2006.
08:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th July 1995. Part 2.
09:00 Discussion: an English discussion programme on the topic of pride, prejudice and persecution.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:05 Bangla Schomprochar
14:10 Jalsa Salana UK 2007: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th July 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi.
15:20 Children's Class [R]
16:15 Question and Answer session [R]
17:05 Discussion: pride, prejudice and presecution [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Children's Class [R]
22:00 Discussion [R]
23:00 Jalsa Salana UK 2007 [R]

Wednesday 14th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:15 Learning Arabic: lesson no. 26
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 173, rec. 12th June 1996.
02:20 Learning Arabic: lesson no. 27
02:55 Discussion: pride, prejudice and persecution [R]
03:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th July 1995. Part 2.
04:50 Jalsa Salana UK 2007
05:35 MTA Travel: a tour of UAE
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 4th December 2004.
08:00 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th October 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Muzakarah
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 27th July 1984.
14:55 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Haider Ali Zafar on the occaision of Jalsa Salana Germany 2006.
15:45 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:45 Australian Documentary
17:10 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 182, rec. 9th July 1996.
20:30 MTA International Jamaat News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Jalsa Salana Speeches [R]
23:00 From the Archives [R]

Thursday 15th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 182, rec. 9th July 1996.
02:30 Philosophy of Islam: a talk based on the book, Philosophy of the teachings of Islam, written by the Promised Messiah (as), hosted by Dr Mohyuddin Mirza.
02:55 Hamaari Kaenaat
03:15 Australian documentary
03:35 From the Archives
04:35 Kasauti: a quiz programme.
05:10 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 9th May 2004.
08:15 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 24th December 1995.
09:15 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Spain.
09:50 Indonesian Service
10:45 MTA Variety
11:25 Al Maa'idah: a cookery programme
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 9th November 2007.
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th May 1997.
15:20 Huzoor's Tours [R]
15:50 English Mulaqa'at [R]
16:55 Al Maa'idah [R]
17:10 MTA Variety: a documentary on the building and construction of a mosque in Pakistan.
17:45 Rang-e-Bahar: a poetry recital
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:15 MTA Variety [R]
22:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 02 November, 2007 | Issue No. 44

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد

(شاعرمشرق سر اقبال)

''شاہنامہ اسلام'' کے مؤلّف شہیر جناب حفیظ جالندھری کا مشہور شعر ہے ؎

بہشت میں بھی مِلا ہے مجھے عذاب شدید
یہاں بھی مولوی صاحب ہیں میرے ہمسائے

اس ''عذاب شدید'' کی وضاحت شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کمال بلاغت وفصاحت سے اس مصرعہ میں فرمادی ہے: دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد۔

علامہ اقبال کے اس نظریہ کی حقانیت پر لال مسجد کا سانحہ ہمیشہ منہ بولتا نشان رہے گا۔

❁❁❁❁❁❁

روزنامہ ''خبریں'' کراچی، اپنی 11/جولائی 2007ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:

لال مسجد ایوب خان نے تعمیر کرائی، مفتی محمود کے شاگرد مولانا عبداللہ کو خطیب مقرر کیا۔

60 کے عشرے میں دو کنال پلاٹ پر بننے والی مسجد تحریک ختم نبوت کے وقت جلسے جلوسوں کا مرکز بن گئی۔

جامعہ حفصہ کا قیام 1992ء میں عمل میں آیا۔ اس وقت 100 طلبہ تھے اب یہ تعداد ساڑھے پانچ ہزار سے زیادہ تھی۔

اسلام آباد (یاسر ملک سے): وفاقی دارالحکومت کی سب سے زیادہ شہرت پانے والی لال مسجد آبپارہ مارکیٹ کے قریب دو کنال کے منظور شدہ پلاٹ پر ایوب خان کے دور میں تعمیر کی گئی تھی۔

''60ء کے عشرہ میں ڈیرہ غازیخان قاسم العلوم میں داخل کروادیا گیا۔ اس کے بعد عالم فاضل کی تعلیم کے لئے وہ کراچی چلے گئے جہاں سے مدرسہ بنوری ٹاؤن سے انہوں نے 1957ء میں یہ اعلیٰ ترین مذہبی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا عبداللہ نو سال تک کراچی کی مختلف مساجد میں امامت کرتے رہے۔ جب دارالخلافہ اسلام آباد منتقل ہوا تو یہاں کی پہلی مرکزی جامعہ مسجد کے لئے صدر ایوب خان نے اس وقت کے مولانا محمد یوسف کی سفارش پر مولانا عبداللہ کو G-6/4 کی اس جامع مسجد کا خطیب مقرر کیا۔ اس وقت اسلام آباد کی کل آبادی اس جامعہ مسجد کے قرب وجوار میں مقیم تھی اور شہر کے اکابرین اسی مسجد میں آتے جاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مولانا عبداللہ نے اپنے مداحوں کا ایک حلقہ بنالیا جس میں افسر شاہی کے ارکان بھی تھے اور سیاستدان بھی۔ **سیاسی افق پر مولانا عبداللہ اور ان کی لال مسجد تحریک ختم نبوت کے وقت نمودار ہوئی جب یہ مسجد اسلام آباد میں ہونے والی ختم نبوت تحریک کے جلسوں اور جلوسوں کا مرکز بن گئی۔** تحریک کے روح رواں مفتی محمود مولانا کے استاد تھے۔ اس تحریک کے دوران یہ تعلق سیاسی نوعیت اختیار کر گیا اور آنے والے دنوں میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف سیاسی تحریک میں بھی لال مسجد نے اہم کردار ادا کیا۔ ضیاء الحق اپنے اسلامی لبادے کے ساتھ برسراقتدار آئے تو مولانا عبداللہ کی بھی ان سے خاص قربت رہی''۔

''مولانا عبداللہ اسلام آباد میں کافی اثر رسوخ رکھنے والی شخصیت تھے۔ انہوں نے 1973ء میں لال مسجد میں درس کا آغاز کیا جسے بعد میں جامعہ فریدیہ کے نام سے E-7 منتقل کر دیا گیا۔ مولانا نے 1992ء میں طالبات کے لئے ایک کینال جگہ پر جامعہ سیدہ حفصہ تعمیر کیا۔ مولانا عبداللہ 1998ء کے آغاز میں افغانستان گئے جہاں ان کی ملاقات اسامہ اور مُلّا عمر سے ہوئی۔ مولانا عبداللہ نے اسلام آباد واپس آکر ایک بہت بڑا مظاہرہ کیا اور ملک میں اسلامی تحریک شروع کرنے کا اعلان کیا لیکن 17/اکتوبر 1998ء کو مولانا عبداللہ کو لال مسجد کے صحن میں فائرنگ کرکے ایک شخص نے شدید زخمی کر دیا اور وہ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں وفات پاگئے۔ مولانا عبداللہ کے بعد حکومت نے ان کے بڑے بیٹے مولانا عبدالعزیز کو مسجد کا خطیب اور چھوٹے بیٹے عبدالرشید کو نائب خطیب بنا دیا''۔

(روزنامہ ''خبریں'' کراچی، 11/جولائی 2007ء صفحہ 1و 4)

❁❁❁❁❁❁

اس تعلق میں پاکستان کے ایک دانشور اور ادیب جناب محمد بلال غوری کا بیان ہے کہ:

''ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو مولانا مفتی محمود کے شاگرد ہونے کے ناطے مولانا عبداللہ نے اس میں بھرپور حصہ لیا اور لال مسجد، اسلام آباد میں ہونے والے مظاہروں کا ہیڈ کوارٹر بن گئی۔ یوں راجن پور کے پسماندہ علاقے سے اسلام آباد پہنچنے والے مولانا عبداللہ پہلی مرتبہ منظر عام پر آئے۔ ضیاء الحق برسراقتدار آئے تو انہوں نے مذہبی میلان کے باعث بہت سے مولانا حضرات کو اپنا گرویدہ بنالیا جن میں مولانا عبداللہ بھی شامل تھے۔ اسی دور میں دی گئی ڈھیل کے باعث لال مسجد سرکاری اراضی پر پھیلتی گئی اور جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے نام سے دو مدارس تعمیر ہوگئے۔

(روزنامہ ''خبریں'' کراچی، 02/جولائی 2007ء صفحہ 8)

❁❁❁❁❁❁

خطیب لال مسجد اسلام آباد مولوی محمد عبداللہ کا واضح بیان ہے کہ:

''واقعہ ربوہ اسٹیشن کے بعد تحریک جب پورے ملک میں چلنے لگی تو اسلام آباد میں بھی بلا اختلاف باری باری مساجد میں جلسے روزانہ شروع ہوگئے۔ آج میری مسجد میں جلسہ تو کل کسی بریلوی کی مسجد میں جلسہ۔ پھر کبھی مسجد اہل حدیث میں جلسہ۔ اس طرح ہم نے اس مسئلہ کو خوب چلایا۔ اکابرین بھی پنڈی، اسلام آباد میں آکر ٹھہرے رہے کیونکہ اسمبلی میں بحث جاری تھی۔ دلائل، تیاری و پالیسی وحکمت عملی سب اکابرین نے طے کرنا تھیں۔ ایک بڑا جلسہ جس میں علامہ سید محمد یوسف بنوری......امیر مجلس نے تقریر کی۔ وہ میری مسجد میں ہوا......۔

ہم اوقاف کے خطباء نے سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا......مَیں نے کل پانچ دفعہ جیل کاٹی''۔

(تحریک ختم نبوت حصہ سوم۔ صفحہ 792-793 از اللہ وسایا۔ ناشر مجلس تحفظ ختم نبوت۔ اشاعت جون 1995ء)

❁❁❁❁❁❁

جہاں تک فرعون وقت، ضیاء الحق کے دور کا تعلق ہے یہ مُلّا اس کا دست وبازو تھا اور اس کی کمیٹی نمبر 1 ''تنفیذ شریعت اسلامی'' کے چوٹی کے ممبروں میں شمار ہوتا تھا۔

(ملاحظہ ہو ''دوسرے کل پاکستان علماء کنوینشن منعقدہ اسلام آباد۔4-5جنوری 1984ء شائع کردہ وزارت امور مذہبی حکومت پاکستان اسلام آباد صفحہ189 نمبر 6)

❁❁❁❁❁❁

لال مسجد پر مولانا عبداللہ خاندان کی 41 سالہ خطابت کا دور ختم

مندرجہ بالا عنوان کے تحت روزنامہ جنگ 11/جولائی 2007ء صفحہ 9 پر شائع شدہ عبرتناک خبر:

اسلام آباد (این این آئی): لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز کی گرفتاری اور نائب خطیب مولانا عبدالرشید غازی کی ہلاکت کے بعد لال مسجد پر مولانا عبداللہ خاندان کے 41 سالہ خطابت وامام کے دور کا خاتمہ ہوگیا۔ لال مسجد کی تعمیر 1966ء میں ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کرنے والے راجن پور کے مولانا عبداللہ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد یوسف بنوری کی خواہش پر اسلام آباد آئے اور لال مسجد میں امامت اور خطابت شروع کی۔ 17/اکتوبر 1998ء کو انہیں نامعلوم افراد نے پراسرار حالات میں ان کی رہائشگاہ پر گولیاں مار کر قتل کردیا''۔

❁❁❁❁❁❁

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ انگلستان 1986ء کے موقع پر اپنے پرمعارف کلام میں قبل از وقت پیشگوئی فرمادی تھی ؎

تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑادے گا خاک ان کی کرے گا رسوائے عام کہنا
کلید فتح وظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

❁❁❁❁❁❁

لال مسجد میں ہتھیاروں کا معمّہ کھل گیا

لال مسجد میں جدید اسلحہ کہاں سے سمگل ہوا؟ یہ معمہ بھی حل ہوگیا ہے۔ چنانچہ سراغرسانوں کی تحقیق کے مطابق یہ سب مہلک ہتھیار افغانستان سے درآمد کئے گئے جس کی نسبت حضرت مہدی زماںؑ 1903ء میں فرما چکے ہیں:

''اے کابل کی زمین تُو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تُو خدا کی نظر سے گرگئی۔ تُو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ اردو۔ نومبر 1903ء قادیان صفحہ 7)

❁❁❁❁❁❁

پاکستان کے قدیم ترین انگریزی اخبار ڈان کے نامہ نگار خصوصی جناب شیر بازخان صاحب نے 14/جولائی 2007ء کے اخبار میں اسلحہ کی پُراسرار کہانی بیان کی ہے۔

❁❁❁❁❁❁

اسی طرح پاکستان کے اردو پریس نے مصدّقہ ذرائع کی بنا پر حسب ذیل تفصیل شائع کی ہے:

''مصدقہ ذرائع سے ملنے والی معلومات کے مطابق غازی برادران جن کا تعلق راجن پور کی تحصیل روجھان سے ہے ان کا رابطہ حاصل پور کے اسلحہ کے معروف ڈیلر اللہ ڈیوایا لاشاری سے تھا۔ اللہ ڈیوایا اغواء برائے تاوان، قتل کی متعدد وارداتوں کے اشتہاری مجرم اکبر لاشاری کا قریبی رشتہ دار ہے جو چند سال قبل ہوا تھا۔ ذرائع کے مطابق یہ رابطہ سلوانڑی قبیلے سے تعلق رکھنے والے روجھان کے ایک رہائشی جو کہ بارڈر ملٹری پولیس میں دفعہ دار ہیں اور غازی برادران کے رشتہ دار ہیں کی معرفت ہوا۔ اور پھر غازی برادران اس رابطہ کے ذریعے اسلحہ کے مزید ڈیلروں کٹو ولد نواب، غلام قادر اور فاروق عثمان سے بھی متعارف ہوگئے۔ یہ تمام ڈیلر تواتر کے ساتھ ''لوڈر ڈالوں'' اور نئی گاڑیوں کی ڈگیوں میں اسلحہ رکھ کر اسلام آباد لے جاتے رہے۔ واضح رہے کہ پنجاب بھر میں جو ناجائز اسلحہ آتا ہے وہ پہلے افغانستان کے راستے ڈیرہ بگٹی میں آتا ہے جہاں سے چھوٹے ڈیلر اس کی ترسیل کرتے ہیں۔ کلاشنکوف جو روس اور چین کی بنی ہوئی ہیں ان کی قیمت 25 سے 40 ہزار روپے تک ہے جبکہ جدید آٹو میٹک پستول 5 سے 8 ہزار روپے میں دستیاب ہے۔ چھوٹے ڈیلر جنہیں ''کھیپی'' بھی کہا جاتا ہے ڈیرہ بگٹی سے اونٹوں اور گدھوں کے ذریعہ کوہ سلیمان کے پہاڑی راستوں سے اسلحہ کی جتنی بھی بڑی کھیپ ہو اسے پنجاب میں لانے کے لئے تین سے پانچ ہزار روپے لیتے ہیں اور یہ اسلحہ گدھوں، خچروں اور

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں